44

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

10 دسمبر 2003ء — 15 شوال 1424ھ

- موجودہ حالات میں اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل
- روزے اور رمضان کا حاصل
- اقبال اور محبتِ رسولؐ

سن ستاون کا پس منظر

www.tanzeem.org

وحدتِ ادیان کا قرآنی تصور

وحدتِ ادیان کا جو تصور ہمیں قرآن حکیم سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ تمام انبیاء ورُسل کی دعوت دین اسلام ہی کی دعوت تھی۔ اسی طرح تمام ادیان اصلاً ایک ہیں' دنیا میں جتنے بھی ادیان ہیں ان کا **origin** ایک ہے۔ ظاہر ہے تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرتِ آدم اللہ کے نبی تھے' چنانچہ دنیا میں جتنے بھی انبیاء ورُسل آئے ہیں وہ یقیناً دین اسلام کے ہی حامل تھے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر جو لوگ ایمان لائے تھے وہ بلاشبہ دین حق کے پیروکار تھے۔ مثلاً سورۂ یونس کی آیت **19** میں فرمایا گیا:

﴿وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ﴾ ''اور نہیں تھے تمام انسان مگر ایک اُمت' پھر انہوں نے باہم اختلاف کیا۔''

یعنی ابتداً سارے انسان ایک ہی اُمت تھے بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے اور مسلک بنا لئے۔ یہی مضمون سورۃ بقرہ کی آیت **213** میں مزید نکھر کر سامنے آتا ہے۔ فرمایا (ترجمہ):

> ''ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے۔ (پھر یہ حالت نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے۔) تب اللہ نے نبی بھیجے جو (راست روی پر) بشارت دینے والے اور (کج روی کے نتائج سے) خبردار کرنے والے تھے' اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ (حق کے بارے میں) لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے ان کا فیصلہ کرے...... (اور ان اختلافات کے رونما ہونے کی وجہ یہ نہ تھی کہ ابتدا میں لوگوں کو حق بتایا نہیں گیا تھا۔ نہیں) اختلاف ان لوگوں نے کیا جنہیں حق کا علم دیا جا چکا تھا۔ انہوں نے روشن ہدایات پا لینے کے بعد محض اس لئے حق چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ پس جو لوگ (انبیاءؑ پر) ایمان لائے انہیں اللہ نے اپنے اِذن سے اس حق کا راستہ دکھایا جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا۔ اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست دکھا دیتا ہے۔''

چنانچہ یہ اختلاف اندھیرے میں نہیں ہوتا' باہم ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہوتا ہے' انسان جان بوجھ کر ٹھوکر کھاتا ہے' ایک دوسرے پر سبقت اور بالادستی حاصل کرنے کی خاطر حق سے اعراض کرتے ہوئے غلط راستے اختیار کرتا ہے' ورنہ یہ بات نہیں کہ حق نظر نہیں آتا۔ ابوجہل مانتا تھا کہ محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے' لیکن خاندانی اور گروہی رقابت آڑے آتی تھی۔

شروع میں تمام انسان ایک تھے اور ایک ہی دین تھا۔ یہودیت' نصرانیت اور صابیت کا تعلق چونکہ اسی علاقے سے تھا جہاں قرآن حکیم نازل ہو رہا تھا اور اس لئے بھی کہ ان کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھا لہٰذا قرآن حکیم میں ان کا ذکر ہے' ورنہ دنیا کے دیگر مذاہب بھی اصلاً اسلام ہی تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تو انہی کی نسل سے تمام انبیاء آئے ہیں لیکن ان سے قبل حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے بھی تو یقیناً انبیاء ہوں گے جن کے پیروکار دنیا میں رہے ہوں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ اب ان کا اصل دین سے دور کا تعلق بھی باقی نہیں رہ گیا' تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب دینِ اسلام ہی کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔

ماخذ: ماہنامہ ''حکمت قرآن''

تحریر: ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (آیات 266۔267)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرَّحیم

﴿اَیَوَدُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ لَہٗ جَنَّۃٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۙ لَہٗ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَہُ الۡکِبَرُ وَلَہٗ ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَآءُ ۪ۖ فَاَصَابَہَاۤ اِعۡصَارٌ فِیۡہِ نَارٌ فَاحۡتَرَقَتۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَتَفَکَّرُوۡنَ ٥ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَمِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ۪ وَلَا تَیَمَّمُوا الۡخَبِیۡثَ مِنۡہُ تُنۡفِقُوۡنَ وَلَسۡتُمۡ بِاٰخِذِیۡہِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِیۡہِ ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ٥﴾

''مؤمنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کردینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کرسکیں گے۔ اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ اور جو لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اُونچی جگہ پر واقع ہو (جب) اس پر مینہ پڑے تو دُگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔''

خلوص واخلاص کے بغیر محض دکھاوے کے لئے خرچ کرنے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اب ایک مثال کے ساتھ یہ بات سمجھائی جا رہی ہے۔ کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ اُس کا ایک باغ ہو جس میں کھجور کے درخت ہوں اور انگور کی بیلیں پھیلی ہوئی ہوں۔ اُس کے دامن میں ندیاں بہہ رہی ہوں۔ یعنی سیرابی کا ہمہ وقتی انتظام ہو۔ پانی کی کمی کی وجہ سے پودوں کے سوکھنے کا کوئی امکان نہ ہو۔ پھر اس باغ میں ہر طرح کے دوسرے میوے میں بھی موجود ہوں۔ اب اس باغ کے مالک پر بڑھاپا طاری ہوگیا اور ابھی اس کی اولاد چھوٹی عمر کی اور کمزور ہے کہ اچانک اس باغ پر ایک ایسا بگولہ آیا جس میں آگ بھی ہے اور اس نے سارے باغ کو جلا کر رکھ دیا ہے۔ بڑھاپے کی اس عمر میں اس کے لئے یہ صدمہ کتنا اندوہ ناک ہوگا۔ بتایا جارہا ہے کہ ایک انسان ساری عمر یہ سمجھتا رہا ہے کہ میں نے بڑی نیکی کمائی۔ میں نے نیک کام میں دل کھول کر چندہ دیا۔ ایک فاؤنڈیشن بنائی۔ دینی مدرسہ قائم کیا۔ یتیم خانے کی مدد کی۔ لیکن اچانک کسی وقت آنکھ کھلے گی تو معلوم ہوگا کہ یہ تو کچھ بھی نہ تھا۔ ع جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم تھا خزاں کا۔ نیکی کا جو بھی کام کیا تھا اس میں اخلاص نہ تھا۔ نیت میں کھوٹ اور ارادے میں ریاکاری تھی۔ لوگوں میں شہرت پانا یا کوئی دنیوی مفاد حاصل کرنا مقصود تھا۔ ایسے شخص کا حال ایسا ہی ہوگا۔ جیسا اس بوڑھے کا کہ اب کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں کرسکتا۔ اس پیری میں دوبارہ باغ لگا نہیں سکتا۔ لہٰذا جب موت آجائے گی تو اس وقت غلطیوں کی تلافی کا موقعہ نکل چکا ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو اور غور کرو۔ سبق یہ ملا کہ جیتے جی ہوش میں آنا ضروری ہے تاکہ خود احتسابی کو اختیار کرکے ریاکاری سے بچا جاسکے۔

اے ایمان والو! جو چیز تم نے کمائی ہے اس میں سے پاکیزہ' بہتر اور اچھی چیز اللہ کے نام پر دو۔ اسی طرح تم زمین میں محنت کرتے ہو وہاں سے ہم تمہیں زرعی پیداوار دیتے ہیں۔ کیونکہ تم نے بس بیج ہی ڈالا ہے۔ اگانے والے تو ہم ہیں تو اب اس زرعی پیداوار میں سے بھی اللہ کے نام پر خرچ کرو۔ ہاں یہ بات اچھی طرح یاد رکھو کہ پیداوار میں سے نکمی اور گھٹیا چیز اللہ کے نام پر دینے کا ارادہ نہ کرنا۔ مثلاً عشر میں ردی جنس دے دی۔ بھیڑ بکریوں میں سے جو لاغر اور کمزور ہیں وہ اللہ کے نام پر نکال دیں۔ اس موقعہ پر ایک ٹیسٹ بتا دیا گیا کہ ذرا غور کرلو کہ جو مال تم محتاجوں' ضرورتمندوں اور معذوروں کو دے رہے ہو کیا ایسا تو نہیں کہ اگر کوئی شخص تمہیں وہ دے تو قبول نہ کروگے۔ ہاں کوئی ایسی ہی حاجت۔ مجبوری یا ضرورت نہ پیش آجائے کہ وہ ردی چیز بھی تم بادل ناخواستہ قبول کرلو اور جان لو کہ اللہ غنی ہے اور ستودہ صفات ہے جو کچھ تم ضرورت مند کو دے رہے ہو اللہ تعالیٰ غنی ہونے کے باوجود اپنے ذمہ شمار کرتا ہے اور وہ تو ستودہ صفات ہے' ہمہ صفت موصوف ہے اسے کسی حمد کی حاجت نہیں وہ از خود محمود ہے۔

شوال کے چھ روزوں کا ثواب

فرمانِ نبویؐ — چوہدری رحمت اللہ بٹر

وَعَنۡ اَبِی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال :((مَنۡ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتۡبَعَہٗ سِتًّا مِنۡ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھۡرِ))

(رواہ مسلم' و ابو داود والنسائی والترمذی وابن ماجہ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھ کر (ہر سال) شوال میں بھی چھ روزے رکھے اسے عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ اسے مسلم' ابوداؤد' نسائی' ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: 30+6=36x10=360 روزوں کا ثواب یعنی سال بھر اور اگر رمضان کے بعد (ہر سال باقاعدگی سے) شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو عمر بھر کے روزوں کا ثواب ہوجائے گا۔

دارالمطالعہ قرآن اکیڈمی
نمبر 3
11-12-03
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آخر کب تک؟

کتنے دُکھ کی بات ہے کہ حکومت پاکستان نے رمضان شریف کے مبارک مہینے میں بھی روزے نماز کے سخت پابند' بے گناہ افغانوں کو' محض طالبان اور القاعدہ کا طرفدار ہونے کے جرم میں پابندِ سلاسل کیا۔ جمعۃ الوداع کے موقع پر بلوچستان میں افغان سرحد کے قریبی علاقے میں منظم و مسلح دھاوا بول کر 500 سے زائد افغان گرفتار کئے گئے۔ یہ کارروائی طالبان کے مشتبہ حامیوں کے خلاف کی گئی۔ اُدھر صوبہ سرحد میں جنوبی وزیرستان میں ''القاعدہ'' کے کارکنوں کی تلاش کے بہانے' محسود قبائل کا ایک ایک گھر کھنگالا جا رہا ہے۔ بڑے پیمانے پر کریک ڈاؤن کر کے تین سرداروں سمیت درجنوں افراد گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیئے اور درجنوں گاڑیوں کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا گیا۔

ہماری حکومت کی ان سختیوں کے باوجود افغانستان میں مقرر ہونے والے امریکا کے نئے سفیر زلمے خلیل زادہ نے کہا ہے کہ ''پاکستان اپنی سرحد کی جانب سے افغانستان پر حملوں کو روکنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ ہم پاکستان کو القاعدہ اور طالبان کی پناہ گاہ نہیں دیکھنا چاہتے''۔ امریکا کے صدر جارج بش بھی صدر مشرف کو بار بار تاکید کرتے رہتے ہیں کہ افغانستان میں پاکستان کی جانب سے طالبان اور القاعدہ کی دراندازی ہو رہی ہے' اسے روکنا چاہئے' بلکہ بش نے لندن کے حالیہ دورے میں اپنے حلیف برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر کے ساتھ مل کر الفاظ کی سابقہ ہیرا پھیری کا تکلف کئے بغیر کشمیر کے حُریت پسند مجاہدین کو بھی دہشت گردی کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔

امریکا ہی کی شہ پر اب بھارت نے بھی ''پاکستان دشمنی'' کی روایتی خارجہ پالیسی میں افغانستان کو ایک بار پھر شد و مد سے اپنا مرکز بنا لیا ہے۔ یاد رہے' جب 1948ء میں نئی مملکت پاکستان کو اقوام متحدہ میں رکنیت ملنے کے موقع پر بھارت کی ترغیب پر افغانستان واحد ملک تھا جس نے پختونستان کا شوشہ چھوڑ کر' پاکستان کو اقوام متحدہ کا رکن بنانے کے خلاف ووٹ دیا تھا۔ اب بھارت نے پھر افغانستان کی موجودہ صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان کی سرزمین کو پاکستان مخالف پروپیگنڈے کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ بھارتی وزیر خارجہ یشونت سنہا نے ایک بار پھر اس بات کو دہرایا ہے کہ افغانستان میں بھارتی قونصل خانے یا بھارتی سفارت کار کو نقصان پہنچا تو اس کا ذمہ دار پاکستان ہوگا۔ گویا بھارت نے یہ تاثر دیا ہے کہ پاکستان پہلے بھی افغانستان میں بھارتی قونصل خانے یا سفارت کار کو نقصان پہنچاتا رہا ہے۔

بھارت کے وزیر خارجہ افغانستان کے وزیر خارجہ اور اب افغانستان میں امریکا کے سفیر' تینوں اپنی اپنی زبان میں پاکستان پر بھارت کے الزام کی تشہیر کر رہے ہیں لیکن یہ تینوں صاحبان یہ بھول گئے ہیں کہ افغانستان میں حامد کرزئی کی حکومت کے علاوہ امریکا اور اس کے اتحادیوں کی فوجیں موجود ہیں جن کا کام ہی افغانستان کی سیکورٹی ہے۔ پاکستان اقوام عالم پر بار بار یہ ثابت کر چکا ہے کہ وہ ایک امن پسند ملک ہے اور اس نے آج تک بھارت یا افغانستان سمیت کسی بھی ملک میں کبھی بے جا سرگرمی کی اجازت نہیں دی' جبکہ بھارت کی مداخلت بے جا' ناجائز سرگرمیوں بلکہ دہشت گردی کے حوالے سے جونا گڑھ' حیدر آباد دکن' جموں و کشمیر' نیپال' بھوٹان' سری لنکا' مشرقی پاکستان اور اب بنگلہ دیش کی مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔

لیکن اس کا کیا جائے کہ ہمارے پالیسی ساز افراد اور اداروں کو چچا سام نے شروع دن سے چکرا رکھا ہے۔ خصوصاً امریکا کے ٹریڈ سنٹر کے انہدام کے بعد سے ہماری وزارتِ خارجہ سخت پریشانی' تذبذب اور خوف کی حالت میں کام کر رہی ہے۔ بھارتی وزیر خارجہ یشونت سنہا' افغان وزیر خارجہ عبداللہ عبداللہ' افغان صدر حامد کرزئی اور امریکی سفیر پاول اور خلیل زادہ اپنے بیانات بدل بدل کر پاکستانی وزارتِ خارجہ کی ذہانت پر ٹھیک ٹھیک نشانے لگاتے رہتے ہیں' اور ہمارے بزرجمہر اس کے سوا کچھ نہیں کر پاتے کہ اپنے ترجمان کو ٹیلی ویژن کے کیمرے کے سامنے لا کھڑا کرتے ہیں جو بڑے شیریں' نرم و ملائم الفاظ اور معذرت خواہانہ انداز میں ایک تردیدی بیان پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ آخر کب تک ہم اپنے ملک کی مغربی سرحد کو ان مخالفانہ سازشوں اور نفسیاتی عسکری حربوں کا شکار بننے دیں گے' آخر کب تک؟ (ادارہ)

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

جلد		شمارہ
12	4 دسمبر تا 10 دسمبر 2003ء ۹ تا ۱۵ شوال ۱۴۲۴ھ	44

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر انتظامی: سید قاسم محمود
مجلس ادارت: ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

اس شمارے میں

4۔ ''عالم اسلام'' (خبرنامہ)
5۔ اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل (خطاب عید)
6۔ روزے اور رمضان کا حاصل (خطبہ جمعہ)
8۔ امریکا کی مہم جوئی اور مسلمان کا طرزِ عمل (تجزیہ)
10۔ سن ستاون کا پس منظر (قسط نمبر 44)
12۔ اقبال اور محبت رسولؐ (کتاب نما)
14۔ اسلام کے ستون: عبادات (قسط 6)
17۔ ''مسلم انڈیا''۔ اسلامیانِ ہند کا خبرنامہ
18۔ امریکی فوج حیران تھی کہ

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور۔(54000)
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

سالانہ زرِ تعاون: 250 روپے' فی شمارہ: 5 روپے
برائے یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
برائے امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

ناشر: محمد حمید اسعد ○ مطبع: مکتبہ جدید پریس لاہور

ترکی: امریکا کے خلاف ترک بھی

یہود پرست امریکی استعمار کے خلاف عالمی مزاحمتی تحریک میں ترکی بھی شامل ہوگیا ہے۔ جسے دنیائے اسلام میں امریکا کا بہترین دوست اور حلیف خیال کیا جاتا ہے۔ 15 نومبر کو استنبول میں ملک کی سب سے بڑی یہودی عبادت گاہ بارود سے بھری ہوئی کار ٹکرا کر تباہ کردی گئی۔ دوسرے حملے میں فدائین نے تین کلومیٹر دور دوسری عبادت گاہ کو نشانہ بنایا۔ ان دو حملوں میں تیس یہودی ہلاک اور 300 زخمی ہوئے۔ تیسرا بڑا حملہ 20 نومبر کو استنبول میں یکے بعد دیگرے پانچ خودکش کار بم دھماکوں کی صورت میں ہوا جس کے نتیجے میں 27 افراد ہلاک اور 450 زخمی ہوئے۔ یہ دھماکے برطانوی قونصل خانے، دنیا کے بڑے برطانوی کمرشل بنک ''ایس ایس بی ایس'' کے صدر دفتر، ایک شاپنگ پلازا اور ایک رہائشی علاقے میں ہوئے۔ برطانیہ کے قونصل جنرل راجر شارٹ بھی ایک دھماکے میں ہلاک ہوئے۔ ان دھماکوں کے لئے اس وقت کا انتخاب کیا گیا جب امریکا کے صدر جارج بش اور برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر لندن میں ایک مشترکہ کانفرنس میں اعلان کررہے تھے کہ القاعدہ اور اس کے اتحادی بے گناہ اور معصوم لوگوں کی جانوں سے کھیل کر ہمیں اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹا سکتے۔ ہم دہشت گردوں کو چاہے وہ کشمیر میں ہوں، چیچنیا میں، فلسطین میں، عراق میں، افغانستان میں یا دنیا کے کسی بھی حصے میں انہیں ان کے منطقی انجام تک پہنچائے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔'' مشترکہ کانفرنس کے باہر ان دونوں لیڈروں کے خلاف لاکھوں افراد کا زبردست جلوس نکالا گیا۔ پورے لندن کی ٹریفک معطل ہوگئی۔ مظاہرین نے بینر اٹھا رکھے تھے: ''بش بلیئر جنگی مجرم ہیں''۔ بش کا مجسمہ اسی طریقے سے گرایا گیا جس طرح امریکی فوجیوں نے بغداد میں صدام کا مجسمہ گرایا تھا۔

ایران: ایٹمی پروگرام کا مسئلہ

امریکا اپنے مغربی اتحادیوں کے ساتھ مل کر جس طرح مسلم ممالک کے خلاف اپنا حصار مضبوط کررہا ہے، ان میں سے ایک ایران بھی ہے۔ عراق پر قبضہ کرنے کے لئے ''وسیع پیمانے کے تباہی پھیلانے والے ہتھیار'' بہانہ بنائے گئے تھے۔ ایران کو زیراثر رکھنے کے لئے اس کے ایٹمی پروگرام کا سہارا لیا جارہا ہے۔ 19 نومبر کو ایران نے اعلان کیا کہ ہم نے رضاکارانہ طور پر یورینیم کی پیداوار روک دی ہے۔ اس کے باوجود اگر سلامتی کونسل کے ذریعے ایران کے خلاف قرارداد دلائی گئی تو ہم اسے مسترد کردیں گے۔ 20 نومبر کو ''بین الاقوامی ایٹمی انرجی ایجنسی'' کے بورڈ کا اجلاس ہوا۔ جس کے ترجمان نے اعلان کیا کہ ایران نے ایٹمی ہتھیاروں کے لئے یورینیم افزودگی کی صلاحیت حاصل کرلی ہے۔ البتہ یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ صلاحیت اور متعلقہ آلات کس ملک سے حاصل کئے گئے ہیں۔ شبہ پاکستان، روس یا چین پر ہے۔ 21 نومبر کو بھی ''ایجنسی'' کے بورڈ کا اجلاس جاری ہے، جس کی کارروائی کو اپنے زیراثر رکھنے کے لئے امریکا نے واشنگٹن سے ایک سرکاری بیان جاری کیا کہ امریکا ایران کے ایٹمی پروگرام کے مسئلے کو سلامتی کونسل میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ جہاں ایران پر پابندی بھی لگ سکتی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ''ایجنسی'' نے ایران کی ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کی تصدیق کردی ہے جس سے ثابت ہوگیا ہے کہ ایران نے ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدے (این پی ٹی) کی خلاف ورزی کی ہے تو اب ''عالمی ایجنسی'' اس معاملے کو سلامتی کونسل میں لے جانے کی پابند ہے۔ اس کے جواب میں ایران نے اعلان کیا کہ اگر ایران کو این پی ٹی کی خلاف ورزی کرنے والا ملک قرار دیا گیا تو ہم تعاون ختم کردیں گے۔ 25 نومبر کو امریکا کے دباؤ پر برطانیہ، فرانس، جرمنی اور خود امریکا ایک قرارداد لانے پر متفق ہوگئے ہیں، جس میں یہ شرط عائد کی گئی کہ اگر آئندہ ایران نے جوہری ہتھیار بنانے کی کوشش کی تو اسے سلامتی کونسل کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

افغانستان: لویہ جرگہ کا بائیکاٹ

''طالبان'' کے امیر المؤمنین ملا محمد عمر نے عیدالفطر کے موقع پر اپنے ایک پیغام میں جو ''افغان اسلامک پریس'' نے جاری کیا، افغانوں پر زور دیا ہے کہ وہ غیرملکی فوجوں کے خلاف متحد ہوجائیں۔ جمہوریت اور تعمیر نو کے نام پر افغانستان پر قبضہ کرنے والے امریکا نے دو برسوں میں افغانوں کو قتل و غارت، اقتصادی تباہی، عریانی و فحاشی اور اسلامی اخلاقیات کو ختم کرنے کے سوا کچھ نہیں دیا۔ ملا عمر نے دسمبر میں افغانستان کے نئے آئین کو حتمی شکل دینے کے لئے طلب کردہ لوئی جرگے کو بھی مسترد کردیا اور افغانوں پر زور دیا کہ اس جرگے کے مرکزی کردار یہودی اور عیسائی ہیں اس لئے وہ اس جرگے میں شرکت نہ کریں۔

شام: امریکی کانگریس کی قرارداد

22 نومبر کو امریکی کانگریس نے بھی شام کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ ایوان کے 8 ارکان نے بل کے خلاف، جبکہ 405 ارکان نے حق میں ووٹ دے کر اسے بھاری اکثریت سے منظور کرلیا۔ اس سے قبل سینٹ نے شام کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کی منظوری دے دی تھی۔ کانگریس کے منظور کردہ قانون سے صدر بش کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ چاہیں تو شام کے خلاف پابندیاں لگا سکتے ہیں۔

کرغستان: حزب التحریر پر پابندی

کرغستان کی سپریم کورٹ نے لبریشن آف کرغستان، مشرقی ترکمانستان کی اسلامی تحریک، ترکستان کی اسلامی پارٹی اور حزب التحریر کو دہشت گرد اور انتہاپسند قرار دے کر ان پر پابندی لگادی ہے۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے تحت قانون نافذ کرنے والے حکام کو ان چاروں گروپوں کی جائیداد کو ضبط کرنے کا اختیار مل گیا ہے۔ کرغستان کے چیف پروسیکیوٹر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے مذہبی انتہاپسندی کو فروغ دینے والی تشدد پسند تحریکوں کو مزید پھیلنے سے روکیں گے جو ملک کی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں۔

عراق: بش کا الیکشن سٹنٹ

جب امت مسلمہ عیدالفطر کی خوشیاں منا رہی تھی، امریکا کے ''کروسیڈی'' صدر جارج واکر بش نے رات کی تاریکی میں بغداد کا خفیہ دورہ کرنا مناسب خیال کیا۔ 27 اور 28 نومبر کی درمیانی شب ان کا طیارہ بتیاں بجھا کر بغداد ایئرپورٹ کے تاریک گوشے میں اترا۔ وہ بزعم خود امریکی فوجیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے بغداد پہنچے تھے لیکن ان کے خوف کا یہ عالم تھا کہ ایئرپورٹ کے اندر بنے ہوئے ایک ہینگر ہی میں رہے۔ مبصرین نے ان کے اس دورے کو محض ''الیکشن سٹنٹ'' قرار دیا ہے، جبکہ بعض تجزیہ نگاروں کے نزدیک عراقیوں کے ہاتھوں امریکی فوجیوں کی جو ہلاکت و شکست ہورہی ہے اور اس بنا پر امریکا کے اندر ان کو جس بڑھتی ہوئی مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اس کی خفت و ندامت کو مٹانے کے لئے اپنی بہادری اور مہم جوئی کا یہ کارنامہ رات کی تاریکی میں انجام دیا ہے۔

انڈونیشیا: محاذ برائے دفاع اسلام

مسلم تنظیم ''محاذ برائے دفاع اسلام'' کے قائد محمد رزاق شہاب کو سات ماہ کی سزا مکمل ہونے کے بعد 20 نومبر کو جیل سے رہا کردیا گیا۔ انہیں اگست میں گزشتہ برس سینما گھروں پر حملے کے الزام میں سات ماہ قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ انہوں نے رہائی کے بعد کہا کہ وہ امریکی جارحیت کے خلاف اپنی جنگ جاری رکھیں گے۔

موجودہ حالات میں
اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں نمازِ عیدالفطر کے بعد بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے 26 نومبر کے خطابِ عید کی تلخیص

✿ عالم اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے موجودہ عالمی حالات کی تین سطحیں ہیں۔

(1) پہلی سطح یہ ہے کہ سوویت یونین کے زوال کے بعد امریکہ دنیا کی عظیم ترین طاقت بن چکا ہے اور وہ اپنی طاقت کے نشے میں اتنا بدمست ہو چکا ہے کہ کسی قانون' ضابطے' اصول یا اقوام متحدہ کی قرارداد کو ماننے کو تیار نہیں۔ اس پر اسے زعم یہ ہے کہ اس کی تہذیب بہت اعلیٰ ہے۔ اس تہذیب کے مقابلے میں جو نظام بھی آئے گا اسے وہ برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ حتیٰ کہ اب اس کی پالیسی یہ ہے کہ اسے دنیا میں اگر کہیں اپنے خلاف کارروائی کا شبہ بھی ہوگا تو وہ کسی ثبوت کے بغیر فوجی کارروائی کرکے اس ملک یا علاقے کو تباہ و برباد کر دے گا۔ اس وقت امریکا کو اندیشہ صرف اسلامی نظام سے ہے' جو اگرچہ ابھی تک کہیں قائم تو نہیں ہے لیکن 150 کروڑ مسلمانوں کے دلوں میں ایک جذبہ ضرور موجود ہے کہ اسے قائم ہونا چاہئے۔ چنانچہ امریکہ اس تصور کو کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو اپنا غلبہ چاہتا ہے اور اس جذبے کو کہ یہ نظام قائم ہونا چاہئے' پوری قوت سے کچلنے کے درپے ہے۔

(2) موجودہ عالمی حالات کی دوسری سطح یہ ہے کہ اجتماعی زندگی کے حوالے سے پوری دنیا میں مذہب کے خلاف بغاوت پیدا ہو چکی ہے۔ اس جدید تہذیب کا سب سے بڑا سرپرست امریکہ ہے جو اسے پوری دنیا میں مسلط کرنا چاہتا ہے۔ اس تہذیب کے سیاسی نظام میں انسان نے مذہب اور خدا سے دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے اور سیکولرازم کو اپنا آئین قرار دے دیا ہے۔ جبکہ معاشی نظام میں سود اور جوئے پر مبنی سرمایہ دارانہ معیشت کا طوطی بول رہا ہے' حالانکہ سود اسلام' عیسائیت اور یہودیت میں مشترکہ طور پر حرام ہے۔ یہ بھی مذہب سے بغاوت ہی کا ایک مظہر ہے۔

اسی طرح معاشرتی نظام میں یہ عالمی تہذیب عصمت وعفت اور شرم وحیا کے جذبات کو ختم کر دینا چاہتی ہے۔ معاشرتی سطح پر اگرچہ مغرب پوری طرح اس تہذیب کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ تاہم عالم اسلام میں اب بھی کسی قدر شرم و حیا کے جذبات اور اقدار موجود ہیں جنہیں اس تہذیب کے علمبردار ختم کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ پہلے قاہرہ پھر بیجنگ کانفرنسیں اور بعد ازاں اقوام متحدہ کا سوشل انجینئرنگ پروگرام اسی کوشش کا حصہ ہے۔

انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں سے متعلق بیان کردہ یہ سب چیزیں اسلام کے خلاف ہیں۔ کیونکہ اسلام کہتا ہے کہ سیاسی طور پر حاکمیتِ اعلیٰ کا حق صرف اللہ کو ہے' چنانچہ تعزیرات' دیوانی و فوجداری قوانین' قانون وراثت اور قانون شہادت سب اسلام کے مطابق ہوں گے۔ معاشی سطح پر سود اور جوئے کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ معاشرتی سطح پر چادر اور چاردیواری کے تقدس کے لئے اسلام ستر وحجاب پر مبنی باحیات معاشرت پر بہت زور دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس عالمی ابلیسی تہذیب اور اسلام میں ایک تصادم کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔

(3) موجودہ عالمی حالات کی تیسری سطح یہ ہے کہ اس عالمی تہذیب کے پس پردہ یہود کارفرما ہیں۔ یہود 70ء میں فلسطین سے نکالے گئے تھے اور ان کا کعبہ یعنی ہیکل سلیمانی مسمار کر دیا گیا تھا۔ تقریباً دو ہزار برس بعد انہیں دوبارہ فلسطین میں قدم جمانے کا موقع ملا ہے۔ چنانچہ اب وہ اس کوشش میں ہیں کہ گریٹر اسرائیل قائم کرکے اپنی پرانی شان وشوکت بحال کریں' اور مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ گرا کر ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر کریں۔ اس کے علاوہ پوری دنیا کے انسانوں کی محنت کا بڑا حصہ سودی نظام کے ذریعے ہڑپ کرتے رہیں۔ سیاسی' معاشی اور معاشرتی سطح پر خدا اور مذہب سے دوری پیدا کرنے کی سازش یہود ہی کی ہے' جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان حیوان محض بن کر رہ جائے اور وہ ان انسان نما حیوانوں کو اپنے مفادات کے لئے جانوروں کی طرح استعمال کرتے رہیں۔ اُن کے ان عزائم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عیسائی اور مسلمان تھے۔ عیسائی چونکہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھانے میں یہودیوں کا ہاتھ ہے۔ لہٰذا یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عیسائی یہودیوں کے بدترین دشمن تھے۔ لیکن عیسائیوں میں پروٹسٹنٹ مذہب ایجاد کرکے یہودیوں نے یورپ میں سود کو حلال کروایا اور بینکنگ اور سٹاک ایکسچینج سسٹم کے ذریعے پوری دنیا کی معیشت پر کنٹرول حاصل کر لیا' جس کے باعث عالم عیسائیت کو انہوں نے اپنا تابع کر لیا ہے۔ اسی لئے اقبال نے سو برس پہلے کہہ دیا تھا۔ ع

فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

عالم فرنگ کا سرغنہ پہلے برطانیہ تھا' آج فرنگ کا امام امریکہ ہے۔ چنانچہ پوری دنیا جانتی ہے کہ امریکی صدر یہودی لابی کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی کی مانند ہوتا ہے۔ اب یہود کو خطرہ صرف عالم اسلام سے ہے۔ لہٰذا آج انہوں نے مسلمانوں اور اسلامی تہذیب کو نشانہ بنایا ہوا ہے اور امریکہ کی موجودہ جنگ اسلام ہی کے خلاف ہے۔

برصغیر پاک وہند کی گزشتہ چار سو سالہ تجدیدی مساعی اس بات کی غماز ہیں
کہ وہ علاقہ یہی ہے جہاں سے اسلامی غلبہ کا آغاز ہوگا

ان حالات میں اگر دیکھا جائے تو اسلام کا مستقبل بہت تاریک نظر ہے۔

البتہ تصویر کا ایک دوسرا رخ ہے جو مذہبی ہے اور اس کا تعلق قرآن واحادیث کی پیشینگوئیوں سے ہے' ان کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے قبل پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ ہوگا۔ بظاہر موجودہ حالات اور ان پیشینگوئیوں میں بُعد المشرقین ہے لیکن یہ پیشینگوئیاں صادق المصدوق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہیں۔ لہٰذا ان پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ سوال صرف یہ ہے کہ ان حالات میں یہ کیسے ہوگا؟ میرے نزدیک یہ گیپ اس طرح پُر ہوسکتا ہے کہ پہلے دنیا کے کسی ایک sizeable ملک میں اسلام کا نظام مکمل طور پر نافذ کر دیا جائے۔ نوع انسانی انصاف کی تلاش میں صدیوں سے دھکے کھا رہی ہے۔ انسانی ضمیر چونکہ ظلم اور استحصال کو پسند نہیں کرتا اسی لئے بادشاہوں کے ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لئے پہلے انقلاب فرانس آیا اور پھر سرمایہ داری سے چھٹکارے کے لئے روسی انقلاب آیا۔ چنانچہ دنیا جب اسلام کی برکات اور عدل وانصاف دیکھے گی تو لپک کر اس کو قبول کرے گی کہ یہ تو بہترین نظام ہے۔ اگرچہ آج امریکہ کا دعویٰ ہے کہ اس کا نظام دنیا کا بہترین نظام ہے۔ امریکہ کے عزائم اور اس کی تہذیب کی اصلیت سے آج پوری دنیا واقف ہو چکی ہے کہ یہ بدترین استحصالی نظام ہے۔

میرے نزدیک پاکستان اسی مقصد کے لئے بنا تھا کہ یہاں اسلامی نظام قائم ہو۔ حضرت مہدی کی مدد کے لئے خراسان سے افواج کے جانے والی احادیث میں خراسان کا اطلاق افغانستان کے علاقے پر ہوتا ہے۔ جبکہ برصغیر کی گزشتہ چار سو سالہ تجدیدی مساعی اس بات کی غماز ہیں کہ وہ علاقہ یہی ہے جہاں سے اسلامی غلبے کا آغاز ہوگا۔ گویا اسلام کے عالمی غلبے میں پاکستان اور افغانستان اہم کردار ادا کریں گے۔

بہرحال قیامت سے قبل کُل روئے ارضی پر اسلام کا عدل وانصاف پر مبنی نظام قائم ہو کر رہے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ آیا دین کے غلبے کے لئے ہم اپنا تن من دھن لگا رہے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم نے اس مقصد کے لئے کچھ نہ کیا تو اسلام کو آج نہیں تو کل غالب آنا ہی ہے لیکن ہم اللہ کے ہاں ناکام ہو جائیں گے۔

اقول قولی ھذا واستغفر اللّٰہ لی ولکم ولسائر المسلمین والمسلمات

خطبۂ جمعہ

روزے اور رمضان کا حاصل

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 28 نومبر کے خطاب جمعہ کی تلخیص

رمضان المبارک کا مہینہ گزر چکا' اس کے بعد آج پہلا جمعہ ہے۔ چنانچہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس ماہِ مبارک کے حوالے سے ایک نگاہ بازگشت ڈال لیں کہ روزے اور رمضان کا اصل مقصد کیا ہے اور اس حوالے سے سال کے باقی گیارہ مہینوں میں ہماری زندگی اور کردار پر کیا اثر ہونا چاہئے۔ سورۂ بقرہ کے 23ویں رکوع کی پہلی آیت نمبر 183 میں بیان کیا ہے کہ روزہ کیوں فرض کیا گیا ہے۔ فرمایا:

> ''اے اہلِ ایمان تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔''

گویا روزے کی عبادت کی فرضیت کی غرض وغایت تقویٰ کا حصول ہے۔ تقویٰ دراصل ایمان اور اعمال صالحہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ تقویٰ کا مفہوم ہے بچنا۔ یعنی اللہ کی ناراضگی اور نافرمانی سے بچنا' جہنم کے عذاب سے بچنے کی فکر کرنا۔ قرآن حکیم کے بہت سے مقامات سے واضح ہوتا ہے کہ جنت میں داخلے لئے اس دنیا میں ''تقویٰ'' کی روش اختیار کرنا لازم ہے۔ روزے سے تقویٰ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ دراصل روزے میں انسان ایک ٹائم پیریڈ میں یعنی سحری سے افطاری تک کھانے پینے اور دوسری حلال چیزوں کے ساتھ ساتھ دیگر حرام باتوں سے صرف اللہ کے حکم کی وجہ سے رکا رہتا ہے۔ گویا یہ ایک طرح سے مشق ہے کہ انسان کے اندر سال کے باقی گیارہ مہینوں میں حرام کاموں اور اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی قوت پیدا ہو جائے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ اسلام نے تقویٰ پر اتنا زور اس لئے دیا ہے کہ ایک حقیقی اسلامی معاشرہ تبھی قائم ہوسکتا ہے جب افراد کے اندر تقویٰ ہو۔ ورنہ ظاہراً قانون شریعت نافذ بھی کر دیا جائے اور افراد کے اندر تقویٰ یعنی خداخوفی نہ ہو تو ایسا معاشرہ اسلامی نظام کی حقیقی برکات سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے افراد شریعت کو بازیچۂ اطفال بنا لیتے ہیں اور شرعی احکام کی تاویل کر کے شریعت کی آڑ میں درحقیقت شیطان اور نفس کی اطاعت کر رہے ہوتے ہیں۔ قرآن میں اصحاب سبت کا واقعہ ایسے ہی لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے جو شریعت کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

تقویٰ کا اصل پیمانہ یا ٹسٹ کیا ہے؟ سورۂ بقرہ کے اسی رکوع کی آخری آیت نمبر 188 میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ فرمایا:

> ''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوت کے طور پر) حاکموں تک پہنچاؤ تا کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔''

گویا تقویٰ کا اصل ٹیسٹ یہ ہے کہ انسان رزق حلال پر اکتفا کرے۔ اس کی معاش اور معیشت کے اندر حرام کی آمیزش نہ ہو۔ جیسا کہ ایک طویل حدیث میں ہے کہ اگر کسی شخص' لباس اور غذا حرام مال سے حاصل کیا گیا ہو تو چاہے وہ مسجد حرام میں دعا مانگے اس کی کوئی دعا اور عبادت قبول نہیں۔

> **فرد کی حیثیت میں تکبیر رب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو پچھاڑے اور پورے طور پر اپنے رب کی اطاعت اختیار کرے' جبکہ اجتماعی سطح پر تکبیر رب یہ ہے کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کیا جائے**

روزے اور رمضان کا ایک حاصل اسی رکوع کی آیت نمبر **185** کے آخری ٹکڑے میں یہ بتایا گیا ہے کہ

''اور تم اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے اس کی کبریائی کا اعلان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔''

احادیث میں رمضان میں دن کے روزے کے ساتھ ساتھ رات کو قرآن کی تلاوت کے ساتھ قیام کی بہت زیادہ ترغیب و تشویق دلائی گئی ہے۔ دراصل قرآن کی ہدایت سے استفادہ کرنے کے لئے تقویٰ ناگزیر ہے۔ اگر انسان دن میں روزہ کے ذریعہ حاصل ہونے والی تقویٰ کی پونجی کو لے کر رات کو نماز تراویح میں سمجھ کر قرآن پڑھے یا سنے تو اس پر باطنی طور پر قرآن کی عظمت اور نعمت ہونے کے احساس کے طور پر شکر کے جذبات پیدا ہوں گے۔ اس شکر کا ایک حاصل تو یہ ہے کہ انسان قرآن کو پڑھے' سمجھے اور اس پر عمل کرے۔ جبکہ دوسرا حاصل یہ ہے کہ رب کی کبریائی کا اعلان کرے۔ رب کی کبریائی کا زبان سے اظہار تو ہم نماز عید کے لئے آتے اور جاتے ہوئے ہوئے تکبیرات کے ورد کی صورت میں کرتے ہیں لیکن شکر کا اصل تقاضا یہ ہے کہ تکبیر رب کا عمل سے بھی اظہار ہو۔ فرد کی حیثیت میں تکبیر رب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو پچھاڑے اور پورے طور پر اپنے رب کی اطاعت اختیار کرے۔ جبکہ اجتماعی سطح پر تکبیر رب یہ ہے کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کیا جائے۔ لیکن ابلیسی نظام کے رکھوالوں کو یہ گوارہ نہیں ہے کہ ان کی حکومت اور بادشاہی کے بجائے ایک اللہ کی حاکمیت کو قائم کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آج باطل نظام کے علمبرداروں کو سب سے بڑا خطرہ اسلام سے ہے' کیونکہ اسلام اللہ کی حاکمیت کا درس دیتا ہے جبکہ اس باطل نظام کے پس پردہ یہود اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے پوری دنیا کو ابلیسی نظام کے شکنجے میں جکڑنا چاہتے ہیں۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر جو سیکولرازم اور سرمایہ دارانہ معیشت پر مشتمل ہے' دراصل انسانوں کو مذہب اور خدا سے دور کر کے انہیں شرف انسانیت سے محروم کرنے اور ابلیسی نظام کا غلام بنانے کی سازش ہے' جبکہ اسلام انسانیت کو غلامی کے تمام طوقوں سے نجات دلا کر انہیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر صرف ایک رب کی اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے' جو ابلیس کے سب سے بڑے ایجنٹ یعنی یہود کو کسی طور منظور نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسلام کے معاشی' معاشرتی اور سیاسی نظام کو کہیں ابھرتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے۔

تاہم حق و باطل کی اس کشمکش میں سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ خود مسلمان جاگنے کو تیار نہیں ہیں۔ اگر ہم نے پچپن مسلم ممالک میں سے کہیں اسلامی نظام نافذ و قائم کر کے دکھایا ہوتا تو اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوتی اور کفر کو یوں دندنانے کا موقع نہ ملتا۔

مختصر یہ کہ سرمایہ دارانہ نظام کے بل پر قائم نیو ورلڈ آرڈر دنیا کا بدترین استحصالی نظام ہے جبکہ اسلامی نظام کی جو رحمتیں اور برکتیں دور خلافت راشدہ میں اس چشم فلک نے مشاہدہ کی تھیں' ان کے بارے میں آج کا ترقی یافتہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ بلاشبہ انسانی حقوق کی پاسداری' عدل و انصاف اور انسانی مساوات کی اعلیٰ و اکمل اقدار و روایات صرف اسلامی نظام ہی کا خاصہ ہیں۔ چنانچہ تکبیر رب کے عملی تقاضے کے طور پر آج ہم مسلمانوں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم سیرتِ نبویؐ کے انقلابی مراحل سے رہنمائی حاصل کر کے حقیقی اسلامی نظام قائم کرنے کے لیے اپنی تمام توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کر دیں تاکہ انسانیت جو باطل استحصالی نظام کے بوجھ تلے دبی کراہ رہی ہے' اپنی اصل منزل سے ہمکنار ہو سکے۔ بصورت دیگر اہل کفر کے ساتھ ساتھ ہم بھی اللہ کے غضب سے نہ بچ سکیں گے۔ (مرتب :فرقان دانش خان)

کل پاکستان اجتماع ملتزم رفقاء

25 تا 27 دسمبر 2003ء بمقام قرآن اکیڈمی' کراچی

تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اس اجتماع کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ ملازم پیشہ رفقاء چھٹی اور کاروباری حضرات ان ایام کے لئے متبادل انتظام کے لئے کوشش کا آغاز کر دیں۔

اجتماع کا آغاز انشاء اللہ 25 دسمبر بروز جمعرات بعد نماز عصر ہوگا اور اختتام 27 دسمبر بروز ہفتہ نماز عشاء پر ہوگا۔

بیرون کراچی کے ذمہ دار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ سفر کے انتظامات کی منصوبہ بندی کا آغاز کر دیں۔ سفری اخراجات کے ضمن میں اخوت باہمی کے جذبے کو بروئے کار لایا جائے۔

المعلن :اظہر بختیار خلجی' ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ [illegible]

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ/ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف **1500** روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب :950۔بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون :5162185-5163924 موبائل :0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk **Website**: www.alnasar.com.pk

امریکا کی مہم جوئی اور مسلمانوں کا طرزِ عمل

ایوب بیگ مرزا

''نائن الیون'' کے حادثے کے بعد امریکہ نے جس مہم جوئی کا آغاز کیا' اسے دہشت گردی کے خلاف ایک مقدس فریضے کا نام دیا اور دنیا سے نہ صرف تعاون کی اپیل کی بلکہ واضح طور پر اعلان کر دیا کہ جو ہم سے عملی تعاون نہیں کرے گا اس کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ وہ دہشت گردوں کا ساتھی ہے۔ کانگریس میں پالیسی ساز تقریر کرتے ہوئے امریکہ کے صدر جان واکر بش نے تالیوں کی گونج میں اعلان کیا

Either you are with us or with the terrorists, there is no gray area.

یعنی غیر جانبداری اور لاتعلقی کے رویے کو مکمل طور پر مسترد کر دیا۔ ان کے اعلان کا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ ہم سے تعاون نہیں کر رہے ہیں تو ہمارے غیظ وغضب کا نشانہ بننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ امریکی انتظامیہ نے امریکی عوام کو یہ بتلایا کہ دہشت گردی کے خلاف عملی اقدام کے حوالے سے ماضی میں غفلت برتی گئی ہے' جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دہشت گردوں نے ہمارے گھر میں داخل ہو کر تباہی پھیلائی ہے۔ ملکی سلامتی کے لئے لازم ہو گیا ہے کہ دنیا بھر میں دہشت گردوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں عبرت ناک انجام سے دوچار کر دیا جائے۔ یہ ہماری سلامتی کا تقاضا ہے۔ ہمیں اب دشمن کی مزید کسی کارروائی کا انتظار نہیں کرنا بلکہ آگے بڑھ کر دشمن پر اس کی کمین گاہ میں ضرب لگانا ہوگی' اس کے لئے پیشگی حملہ برائے سلامتی کی اصطلاح گھڑی گئی۔ نائن الیون کے حادثے کا الزام اسامہ بن لادن پر تھوپ کر طالبان سے اسامہ کو حوالہ کرنے کا حکم دیا اور طالبان کے انکار پر 7 اکتوبر کو یعنی حادثہ کے صرف 27 روز بعد افغانستان پر حملہ کر دیا گیا ایک ماہ میں افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا گیا وہاں ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کر دی۔ جس کی حفاظت کے لئے افغانستان میں امریکی افواج کو متعین کر دیا گیا۔ نوٹ کرنے کے قابل یہ بات ہے کہ افغانستان پر فوجی قبضے کے بعد اسامہ کی گرفتاری کے لئے کوئی حقیقی اور سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ گاہے بگاہے محض بیان بازی سے کام لیا گیا۔ افغانستان سے فارغ ہو کر عراق اور صدام کے خلاف واویلا شروع کر دیا گیا کہ عراق نے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار اکٹھے کر رکھے ہیں جو کسی وقت بھی امریکہ کی سلامتی کے لئے خطرہ کا باعث بن سکتے ہیں۔ مزید برآں عراق نے ایک افریقی ملک سے یورینیم حاصل کیا ہے اور وہ کسی وقت بھی ایٹمی ہتھیار بنا لے گا۔

افغانستان کے معاملے میں ایک عالمی کولیشن قائم ہو گئی تھی اور امریکی حملے کو جوابی کارروائی قرار دیا گیا تھا' البتہ عراق کے معاملے میں دنیا کے اکثر ممالک نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور برطانیہ کے سوا کسی قابل ذکر اور اہم ملک نے امریکہ کا ساتھ نہ دیا۔ سلامتی کونسل کے انسپکٹروں نے یہ رپورٹ دے دی کہ عراق کے پاس وسیع تباہی والے ہتھیار نہیں ہیں' لیکن امریکہ نے ان رپورٹوں کو درست ماننے سے انکار کر دیا۔ علاوہ ازیں ایک نیا عذر گھڑ لیا گیا کہ صدام ڈکٹیٹر ہے اور ہمیں عراق کے عوام کو آمریت سے آزادی دلانی ہے۔ لہٰذا عراق پر حملہ کر دیا گیا اور اس ننگی جارحیت کو Iraq freedom war کا نام دیا گیا۔ ایک ماہ کے عرصے میں عراق کو بھی تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس حملے میں ہزاروں معصوم عراقی شہری جن میں بوڑھے بچے اور خواتین شامل تھے' ہلاک ہو گئے۔ لیکن وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والا اسلحہ نہ جنگ میں عراق نے استعمال کیا اور نہ ہی بعد میں امریکی برآمد کر سکے۔ اور عراقی عوام کو ظالم' جابر اور آمر صدام سے نجات دلانے والا ان کا ''عظیم محسن'' جارج بش رات کے اندھیرے میں چوروں کی طرح بغداد جاتا ہے اور ایئرپورٹ سے ہی واپس لوٹ آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوفہ والوں کی محسن کشی سے اچھی طرح واقف ہے۔ بہرحال عراق پر اب امریکی افواج قابض ہیں اور مزاحمت کرنے والوں پر بے دریغ گولیاں برسا رہی ہیں۔

> عراقی عوام کو ظالم' جابر اور آمر صدام حسین سے نجات دلانے والا اُن کا عظیم محسن جارج بش رات کے اندھیرے میں چوروں کی طرح بغداد جاتا ہے اور ایئرپورٹ سے ہی واپس لوٹ آتا ہے

امریکہ نے افغانستان اور عراق پر حملہ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے کیا اور جہاں دشمن کا بے تحاشا جانی و مالی نقصان کیا' وہاں خود اربوں ڈالر خرچ کئے اور انتہائی قیمتی امریکی فوجیوں کی جانیں قربان کیں لیکن دہشت گردی میں مزید اضافہ ہو گیا اور وہ پاکستان' بھارت' استنبول اور سعودی عرب تک پھیل گئی۔

آیئے اب جائزہ لیں کہ نائن الیون کے بعد مسلم ممالک کے خلاف امریکی مہم جوئی کے کیا وہی مقاصد تھے جن کا اس نے ظاہری طور پر اعلان کیا یا کوئی اور پوشیدہ مقاصد تھے جنہیں دہشت گردی کے خلاف مہم کا لبادہ اڑھا کر حاصل کرنے کی کوشش کی گئی؟ غیر جانبداری سے حالات کا صحیح صحیح تجزیہ کیا جائے تو تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی قسم کی دہشت گردی سے یا عراق کے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں سے امریکی سلامتی کو ہرگز ہرگز خطرہ لاحق نہ تھا اور ایسے بے شمار شواہد سامنے آئے ہیں کہ 11 ستمبر کا سانحہ بھی کوئی بیرونی دہشت گردوں کا کارنامہ نہیں تھا بلکہ یہ بھی انجینئرڈ دہشت گردی تھی جس کی منصوبہ بندی اندرونی طور پر ہوئی تھی اور اسرائیل کی خفیہ ایجنسی موساد نے اس میں کلیدی رول ادا کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کے اکثر و بیشتر تھنک ٹینکس یہ مشورہ دے رہے تھے کہ دنیا پر اپنا غلبہ مکمل اور پائیدار کرنے کے لئے دو کام بڑی شدت اور قوت سے کرنے ہوں گے۔ پہلا یہ کہ امریکہ کے سرمایہ دارانہ سیکولر جمہوری نظام کے مقابلے میں کوئی نظام ٹھہرنے نہ پائے اور دوسرا یہ کہ معاشی وسائل کے ذخیرے اور منبعے امریکہ کے مکمل طور پر کنٹرول میں بلاواسطہ یا بالواسطہ رہنے چاہئیں۔ لہٰذا پہلا ہدف

اشتراکی نظام کے علمبردار سویت یونین کو بنایا گیا۔ اسے اندرونی اور بیرونی سطح پر سازشوں سے توڑ پھوڑ دیا گیا۔ آخری مرحلے میں اسے افغانستان کی جنگ میں اُلجھا دینا بھی ان ہی سازشوں کا ایک حصہ تھا۔ مکمل طور پر اسلامی نظام دنیا میں اگر چہ کہیں نافذ نہیں تھا' لیکن طالبان نے اس کی بنیاد افغانستان میں رکھ دی تھی۔ خطرہ تھا کہ یہ پودا اگر افغانستان میں جڑ پکڑ گیا اور اسلامی نظام کے ثمرات سے یہ علاقہ بارآور ہو گیا تو پھر نظریے کو ایکسپورٹ ہونے سے کوئی روک نہیں سکے گا اور یہ تیشہ بن کر سرمایہ دارانہ نظام کی جڑوں پر ضرب لگا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر یہ کشتن روز اول کے اصول پر اسے کسی عذر کی بنا پر جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہئے۔ پھر یہ کہ سویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ سے فائدہ بھی اسی صورت میں اٹھایا جا سکتا ہے کہ وسطی ایشیا کی جو ریاستیں آزاد ہوئی ہیں اور جو معدنی دولت سے مالا مال ہیں ان کی لوٹ کھسوٹ کے لئے قریب کی کسی جگہ پر مستقل قبضہ جمایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کا غیظ وغضب اس وقت بھڑک اٹھا جب تیل وگیس کی پائپ لائنیں بچھانے کے لئے طالبان نے امریکی فرم کی بجائے بیلجیئم کی فرم سے معاہدہ کرلیا۔ لہٰذا خود امریکہ یا اس کے دم چھلے اسرائیل نے 11 ستمبر کا ڈرامہ رچایا اور اسی بہانے امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کرلیا۔

عراق پر الزامات بہت ہی مضحکہ خیز تھے جو عراق جنگ کے دوران ایک جہاز بھی فضا میں نہ بھیج سکا اور جس کے پاس نام کی بحریہ نہ تھی اس سے امریکی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ عراق پر قبضہ جمانے کے لئے بھی امریکہ اور اسرائیل کے مفادات مشترکہ تھے۔ صدام حسین نے اپنی معیشت کا تعلق ڈالر سے توڑ کر یورو سے جوڑا تھا جو امریکہ کو بہت ناگوار گزر رہا تھا۔ امریکہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ سعودی عرب کے بعد عراق میں تیل کے سب سے بڑے ذخائر ہیں اگر عراق پر قبضہ کر کے تیز رفتاری سے تیل نکالا جائے تو باقی عرب ممالک بھی تیل سستا کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور امریکی انڈسٹری تیل کے سستے ہونے پر بہت پھلے پھولے گی اسرائیل جو روس سے تیل خریدنے پر مجبور ہے اسے عراقی پائپ لائن کے ذریعے سستا تیل فراہم ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں صدام حسین فلسطینیوں کو اسرائیل میں خودکش دھماکہ کرنے پر پانچ ہزار ڈالر دیتا ہے۔ اس سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ امریکی افواج کی کثیر تعداد میں علاقے میں موجودگی سے عرب حکمران خوفزدہ ہو کر اسرائیل کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور مسئلہ فلسطین کا حل اسرائیل کے مفاد کے مطابق نکالا جا سکے گا۔

ایران ایک عرصہ سے امریکہ کے لئے دردِ سر بنا ہوا تھا یہ عراق میں امریکی افواج کی موجودگی تھی جس نے ایران کو خوفزدہ کر دیا ہے اور وہ اپنے ایٹمی پروگرام پر اپنے بنیادی مؤقف کے خلاف سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

البتہ عراق میں بعد از جنگ کی صورتِ حال امریکہ کے لئے بڑی غیر متوقع اور تشویش ناک ہے ایک ایسے ملک میں جو اکثر میدانی علاقوں پر مشتمل ہے' امریکہ کو مزاحمتی تحریک اور گوریلا کارروائیوں کی بالکل توقع نہیں تھی۔ اگر امریکہ کو عراق میں اس صورت حال کا سامنا نہ ہوتا تو ایران' شام اور خدا جانے کون کون سے مسلم ممالک اس کی ہٹ لسٹ پر تھے یہی وجہ ہے کہ عراق کی فتح کے فوراً بعد ان ممالک کو امریکہ نے دھمکی آمیز انداز میں وارننگ دینا شروع کر دی تھیں۔

اُدھر عراق کی طرف زیادہ توجہ مبذول ہونے کی وجہ سے افغانستان میں طالبان نے مزاحمتی تحریک کو تیز تر کر دیا اور امریکیوں کی لاشیں وطن زیادہ تیزی سے پہنچنے لگیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ میں حکومت کی مخالفت بڑھ گئی اب صدر بش کے ایک قریبی مشیر نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ اگلے انتخابات سے قبل کوئی نئی محاذ آرائی نہیں کی جائے گی۔

مسلمان حکمرانوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اگر چہ اسلامی نظام کے راستے میں وہ رکاوٹ بنے ہوئے ہیں لیکن بہر حال اسلامی نظام کسی اسلامی ملک ہی میں نافذ ہو سکے گا اور وقت آنے پر امریکی چاپلوسیاں انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکیں گی۔ ہر مسلم ملک میں اسلامی تحریکیں موجود ہیں اور اسلامی نظام سرمایہ پرستانہ ذہنیت کو کچل دینے کا قائل ہے لہٰذا مسلمانوں کو امریکہ دشمن کی نگاہ سے دیکھے گا۔

امریکہ نے جس پائپ لائن کو بچھانے کے لئے طالبان کی حکومت کا خاتمہ کیا ہے۔ وہاں قبضہ کر لینے کے باوجود اس پائپ لائن کا منصوبہ ختم کر دیا ہے اس لئے کہ اس نے محسوس کر لیا ہے کہ وہ جلد افغانستان میں اپنا قبضہ مستحکم نہیں کر سکے گا اور جس اسلامی نظام کے علمبرداروں کی حکومت اس نے ختم کی ہے وہ دوبارہ ابھر رہے ہیں اور عراق میں صورتِ حال بہت ہی دگرگوں ہے۔ ہر دوسرے دن تیل کی پائپ لائنیں اڑا دی جاتی ہیں جس سے اسرائیل کی پائپ لائن بحال کرنے اور تیل سستا حاصل کرنے کے معاملات کھٹائی میں پڑ گئے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو امریکہ جانی اور مالی نقصان کے بعد مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوا لیکن ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ یہودی کا طرزِ عمل یہ رہا ہے کہ وہ اپنے لئے اہداف مقرر کر لیتا ہے ان اہداف کی طرف بڑے زور سے پیشرفت کی جاتی ہے لیکن جیسا کہ عراق اور افغانستان میں بعض رکاوٹیں آئی ہیں ایسی رکاوٹوں کی صورت میں وہ وقتی طور پر حکمت عملی تبدیل کرتا ہے' مشتعل یا مایوس نہیں ہوتا۔ حالات کے دوبارہ سازگار ہونے کا انتظار کرتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے ہدف کو نگاہوں سے اوجھل نہیں کرتا۔ اگر عراق اور افغانستان میں امریکہ کو ناکامیوں کا سامنا ہوتا ہے' اور ہم اس پر اچھل کود کرنا شروع کر دیتے ہیں اور امریکہ مردہ باد کے نعروں سے دل خوش کرنے لگتے ہیں تو مکار دشمن حکمت عملی بدل کر حملہ کرے گا۔ مسلمان ممالک کے خلاف امریکہ کی مہم جوئی اس وقت دوراہے پر ہے۔ اگر اُمت مسلمہ غفلت سے جاگ اٹھی تو امریکا سپریم پاور ہونے کے باوجود ناکامی سے دوچار ہوگا اور اگر ہمارے یہی لچھن جاری رہے تو امریکہ کو کامیاب کرانے کے ہم خود ذمہ دار ہوں گے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے ہدف پر نگاہ رکھنی چاہئے صرف حقیقی اسلامی نظام کا قیام ہی امریکہ اور یہود کا منہ توڑ جواب ہے اگر ہم اسلامی نظام کے قیام میں ناکام رہے تو خاکم بدہن دشمن آج نہیں تو کل کامیاب ہو جائے گا اور ہم نعرہ بازی سے دل بہلاتے رہیں گے۔

قرآن مجید: غیر مسلم مشاہیر کی نظر میں

☆ جان فاش: قدیم عربی میں نازل شدہ قرآن خوبصورتی اور دلکشی کا حسین مرقع ہے۔ اس کا انداز بڑا جامع اور دلپذیر ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں جو کہیں کہیں شاعری کے نادر نمونے میں غضب کا استدلال اور مسحور کردینے والی طاقت ہے۔ اس کے مفہوم کو کسی زبان کے سانچے میں ڈھالنا کٹھن کام ہے۔

☆ پروفیسر کارلائل: میرے نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کے جوہر موجود ہیں۔ یہ کتاب سب سے اول اور سب سے آخر جو خوبیاں ہو سکتی ہیں اپنے اندر رکھتی ہے۔

☆ گوئٹے: قرآن کی حالت یہ ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے اور پھر متعجب کرتی ہے اور آخر میں تحیر آمیز رقت میں ڈال دیتی ہے۔

☆ ایچ جی ویلز: قرآن نے مسلمانوں کو ایسی مواخات کے بندھن سے باندھ رکھا ہے جو نسل' رنگ اور زبان کے فرق کی پابند نہیں۔

(حسن انتخاب: محبوب اے خان' لاہور)

سن ستاون کا پس منظر

برعظیم پاک و ہند میں گزشتہ تین صدیوں کے دوران میں اسلام کے احیاء و تجدید کے لئے جو تحریکیں اٹھی ہیں، اُن میں سے حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ اور سید احمد شہید کی تحریک مجاہدین کا تذکرہ سابقہ 43 قسطوں میں مکمل ہوا۔ تازہ قسط سے ہم ''سن ستاون'' کی تحریک میں داخل ہو رہے ہیں۔

سید قاسم محمود

واسکوڈی گاما کا سمندری بیڑا 2 مئی 1498ء کو جنوبی ہندوستان کی بندرگاہ کالی کٹ پر لنگر انداز ہوا۔ برعظیم پاک و ہند میں یہ ابتدا تھی مغرب اور مغربیت کی یلغار کی۔ ان کے بعد انگریز اور فرانسیسی جہاز ران بحر ہند میں آن دھمکے۔ ان کی باہمی کشمکش ہوئی، جس میں انگریز غالب آئے اور وہ آہستہ آہستہ برعظیم پر قابض ہوتے گئے اور بالآخر 1857ء میں ان کا اس وسیع و عریض ملک پر قبضہ ہو گیا۔

پرتگیزی یورپ کی پہلی قوم تھی، جس کے جہاز ران افریقہ کا چکر لگا کر بحیرۂ عرب اور بحر ہند میں پہلے پہل پہنچے تھے۔ اس سے پہلے یورپ ان سمندری راستوں سے بالکل ناواقف تھا۔ یورپ والوں کو مشرق کی چیزیں بحیرۂ قلزم کے راستے مصر سے ہوتی ہوئی بحیرۂ روم کی بندرگاہوں کے ذریعے پہنچتی تھیں، اور تجارت تمام کی تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ مصر کے ساحل سے لے کر انڈونیشیا اور چین کی بندرگاہوں تک مسلمان جہاز رانوں کی ریل پیل رہتی تھی، اور ان اطراف میں کوئی بندرگاہ ایسی نہ تھی جہاں مسلمان تاجروں کی بڑی بڑی کوٹھیاں نہ ہوں۔ زیادہ تر سمندری بیڑے مسلمانوں ہی کے تھے۔ ملاح اور امیر البحر بھی مسلمان ہوتے اور تجارت کا تمام کاروبار بھی ان کا تھا۔ الغرض جب پندرہویں صدی کے آخر میں پرتگیزی جہاز ران مشرق میں پہنچے، تو یہاں کے سمندروں پر مسلمانوں کا پورا قبضہ تھا اور مشرق کی تجارت بھی تمام تر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔

دراصل پرتگیزی ایک مذہبی جنون لے کر مشرق کی طرف بڑھے تھے۔ یہ مذہبی جنون تھا، اسلام کو ختم کرنے کا۔ اسپین اور پرتگال سے مسلمانوں کو نکالنے اور لاکھوں کی تعداد میں ان کو بے دریغ قتل کرنے سے ان ''صلیبی مجاہدوں'' کے انتقام کی پیاس نہ بجھی تھی۔ وہ دل میں پوری دنیا سے اسلام کا نام و نشان مٹانے کا عزم لے کر نکلے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے پیش نظر یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کو مشرق کی تجارت سے محروم کر کے انہیں بھوکا مارا جائے اور اس طرح اسلام کو دنیا سے ختم کر دیا جائے۔ پروفیسر محمد سرور مرحوم لکھتے ہیں: ''یورپ کے سات صلیبی گواہ تھے جو 1097ء کے بعد دو سو سال تک اسلامی مشرق قریب اور مشرق وسطیٰ کے ملکوں پر ہوتے رہے، اور یہ اہل یورپ کا آٹھواں صلیبی حملہ تھا، جس کا آغاز پندرہویں صدی کے آخر میں ہوا اور جس کی تکمیل 1857ء میں کی گئی۔ یورپ کے حکمرانوں نے اس کے لئے پوری اجازت دی، اور پورے مذہبی جوش و خروش کے ساتھ اس کی ابتدا کی گئی۔''

پرتگیزی حملہ آوروں نے بحر ہند میں آنے جانے والے جہازوں کو بے دریغ لوٹنا شروع کر دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں پر بھی تاخت و تاراج کی۔ ان کی حملہ آوری اور جارحیت کا سب سے بڑا اور اصل نشانہ مسلمان ہوتے۔ چنانچہ جب ایک پرتگیزی امیر البحر البوقرق نے گوا کی بندرگاہ فتح کی تو اس نے پرتگال کے بادشاہ کو فتح کی خوشخبری سناتے ہوئے لکھا: ''گوا میں جو بھی مسلمان نظر آیا، میں نے اسے تہ تیغ کیا اور جہاں تک بھی ہو سکا، میں نے کسی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑا۔ وہ جب ہم سے بچ کر مسجدوں میں جمع ہو گئے تو ہم نے ان مسجدوں کو آگ لگا دی۔''

راجہ کالی کٹ کی مزاحمت

پرتگیزیوں کی ان دراز دستیوں کے خلاف آخر کالی کٹ کا راجہ حرکت میں آیا۔ اس کا امیر البحر قاسم نامی ایک مسلمان تھا۔ وہاں کا ایک بہت بڑا تاجر فواد غیر مسلم تھا۔ راجہ نے اس سے بہت سے جہاز لئے اور ایک متحدہ قوت کے ساتھ پرتگیزیوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔ لیکن بدقسمتی سے کالی کٹ کا بیڑا سمندر میں دور تک جا کر پرتگالی بیڑے کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، اس لئے پرتگیزی جہاز سمندر میں بدستور دندناتے رہے۔ مجبوراً راجہ کو مصر کے مسلمان فرماں روا سے مدد مانگنی پڑی۔ مصر کا بحری بیڑا پرتگیزیوں کے مقابلے کے لئے بحر ہند میں آیا اور ایک دو مہمات میں اس نے پرتگیزی بیڑے کو شکست بھی دی، لیکن پرتگیزیوں کو پیچھے سے برابر کمک پہنچ رہی تھی، اور ادھر گجرات کے مسلمان حاکم کا گورنر حملہ آوروں سے مل گیا، جس سے دل برداشتہ ہو کر مصری امیر البحر 1509ء میں واپس چلا گیا اور بحر ہند پرتگالی حملہ آوروں کے لئے بالکل صاف ہو گیا۔

اب پرتگیزیوں کے حوصلے اور بڑھے اور انہوں نے گوا کو مستقل طور پر اپنا بحری اڈہ بنا لیا اور یہاں سے انہوں نے انڈونیشیا اور سنگاپور کی طرف ترکتازیاں شروع کر دیں۔ پرتگیزی امیر البحر البوقرق خود ایک بیڑے کے ساتھ 1511ء میں ملاکا میں لنگر انداز ہوا اور جاتے ہی بندرگاہ میں جو بھی عرب اور گجراتی مسلمان تاجروں کے جہاز تھے، انہیں جلا دیا، لیکن چینیوں اور دوسرے غیر مسلموں کے جہازوں کو اس نے نہیں چھوا۔ اس کے بعد جب اس نے ملاکا کے سلطان پر حملہ کیا تو اپنے ساتھیوں کو یوں جوش و خروش دلایا۔ اس نے انہیں کہا: ''ہم اس ملک سے مسلمانوں کو نکال کر اور محمد (ﷺ) کے فرقے کی آگ کو اس طرح بجھا کر کہ پھر دوبارہ وہاں وہ کبھی نہ بھڑک سکے، اپنے خداوند یسوع مسیح کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم نے ملاکا کی گرم مسالوں کی تجارت کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھین لیا تو مکہ اور قاہرہ دونوں تباہ و برباد ہو جائیں گے۔''

ملاکا کے سلطان نے شروع میں تو حملہ آوروں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا، لیکن بعد میں اسے پسپا ہونا پڑا۔ پرتگیزیوں نے جزیرے پر قبضہ کر کے وہاں کے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا اور جو بچے انہیں غلام بنا کر فروخت کر دیا، لیکن وہاں جو چینی، ہندو اور بری تھے، انہیں کچھ نہیں کہا۔ ملاکا کے شہروں اور قصبوں کو خوب لوٹا اور جو کچھ ہاتھ آیا، اپنے ساتھ لے گئے۔

ترکی کے سلطان اعظم کی مزاحمت

اسی زمانے میں ترکی کے سلطان اعظم نے پرتگیزی حملہ آوروں کے خلاف بحر ہند میں اپنا بیڑا بھیجا، لیکن وہ بھی زیادہ کامیاب نہ رہا، اور اسے بے نیل و مرام واپس جانا پڑا۔ بات یہ تھی کہ پرتگیزیوں کو سمندر کے راستے برابر مدد آتی رہتی تھی اور ترکی بیڑے کے لئے بحیرۂ روم سے کمک پہنچنا ناممکن تھا، اس لئے ترکی حکمران اپنی تمام شوکت و

جلالت کے باوجود پرتگیزیوں کو بحرِ ہند سے نہ نکال سکے اور وہ مزید ساٹھ سال تک اس سمندر کے مالک بنے رہے۔ ترکی بیڑا 1538ء میں بحرِ ہند سے ناکام لوٹا۔ اس کے بعد اقوامِ مغرب کے بیڑوں کے لئے بحرِ ہند، بحیرۂ قلزم، خلیج فارس اور ان سے آگے آبنائے سنگاپور اور بحرالکاہل کھلے پڑے تھے اور ان سمندروں میں ان کا کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا۔

دنیائے اسلام پر مغرب کی یہ یلغار ایک مذہبی جنون کے تحت عمل میں آئی تھی اور اس کے پیشِ نظر بنیادی طور پر اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی تھی۔ گو اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے ہاتھ سے مشرق کے گرم مسالہ جات اور دیگر اشیاء کی تجارت کو بھی چھیننا تھا۔ گویا اس یلغار کا محرک مذہب و تجارت دونوں کا ملا جلا جذبہ تھا، اور جیسا کہ پرتگیزی امیر البحر البوقرق نے ملاکا پر حملہ کرتے وقت کہا تھا کہ ''اگر ہم نے مسلمانوں سے گرم مسالوں کی تجارت چھین لی تو مکہ و قاہرہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ ان کے اصل عزائم میں مذہب اور تجارت دونوں شامل تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کی تجارت پر زد پڑتی تھی تو لامحالہ اس کا اثر ان پر اور ان کے مذہب پر بھی پڑتا تھا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ مسلمانوں کے ہاتھ سے مشرق و مغرب کی اس تجارت کا جانا تھا کہ ان کا زوال شروع ہو گیا۔ صرف معاشی و سیاسی زوال ہی نہیں، بلکہ سماجی فکری اور عملی زوال بھی، اور ان کے مقابلے میں مغرب نے ابھرنا شروع کر دیا۔

انگریزوں کی آمد

پرتگیزیوں کے بعد جب ولندیزی مشرقی سمندروں میں پہنچے تو ان میں مذہبی جنون قدرے کم، اور تجارت کا جذبہ قدرے زیادہ تھا۔ فرانسیسی اور انگریز بھی زیادہ تر تجارت ہی کے شوق میں بحرِ ہند کی طرف بڑھے تھے، لیکن اسلام سے نفرت اور عیسائیت کی ترویج کا جذبہ ان میں بھی بدرجۂ اتم موجود تھا۔ انگریزوں کو پہلے پہل مسالوں کی تجارت نے اپنی طرف کھینچا تھا، لیکن بعد میں وہ برعظیم پاک و ہند سے کپڑا اور دوسری اشیاء بہت بڑی مقدار میں یورپ برآمد کرنے لگے، چنانچہ اس مقصد کے لئے انہوں نے 1612ء میں سورت میں اپنی پہلی تجارتی کوٹھی قائم کی۔ 1615ء میں شاہ انگلستان جیمز اول کا ایک سفیر سر تھامس رو بادشاہ جہانگیر کے دربار میں پہنچا۔ 1665ء میں انہیں بمبئی مل گیا، اور 1690ء میں دریائے ہگلی کے کنارے مچھیروں کی ایک چھوٹی سی بستی میں انگریزوں نے اپنا تجارتی مرکز قائم کیا جو آگے چل کر کلکتہ کے نام سے مشہور ہوا۔

شروع شروع میں انگریزوں کی تمام سرگرمیاں تجارت تک محدود رہیں اور تجارت سے انہوں نے خوب دولت کمائی۔ اس زمانے میں برعظیم کی ٹکسٹائل انڈسٹری پوری دنیا میں پہلے نمبر پر تھی۔ یہاں کے بنے ہوئے کپڑے کی یورپ اور بالخصوص برطانیہ میں بہت مانگ تھی، اور یہ تجارت زیادہ تر انگریزوں کے ہاتھ میں تھی۔ اس وقت تک ہندوستان کی سیاست میں انگریزوں کا بالکل کوئی عمل دخل نہ تھا، اور وہ اس معاملے میں بے حد محتاط بھی تھے، کیونکہ ایک مرتبہ بنگال میں ایک انگریز افسرِ تجارت نے مغل حکومت کے خلاف بدتمیزی کی تھی، جس کی سزا انگریزوں کو بہت سخت ملی، اور انہیں بڑے مشکلوں سے بہت منت سماجت کے بعد معافی دی گئی۔ چنانچہ جرمانہ ادا کرنے کے علاوہ انہیں آئندہ ٹھیک طرح رہنے کا یقین بھی دلانا پڑتا تھا۔ یہ واقعہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ کا ہے۔

اورنگزیب عالمگیر کے بعد

عالمگیر کا انتقال 1707ء میں ہوا۔ اس کے انتقال کے ساتھ ہی برعظیم میں انتشار اور طوائف الملوکی کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ ایک طرف صوبیدار مرکز سے آزاد ہونے لگے اور دوسری طرف خود صوبیداروں میں آپس میں تخت نشینی کے لئے لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک کے مختلف حصوں میں مرہٹے، راجپوت اور جاٹ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ملک میں افراتفری مچا دی۔ اس خلفشار میں اگر کچھ کمی رہ گئی تھی تو وہ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں نے پوری کر دی، جنہوں نے دہلی کی مرکزی حکومت کا رہا سہا وقار اور رعب ختم کر دیا۔

انگریز طالع آزماؤں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور وہ ملک کی سیاست میں دخل دینے لگے۔ سیاست میں انہیں تجارت سے کہیں زیادہ نفع نظر آیا اور رفتہ رفتہ انہیں اس کی چاٹ پڑ گئی۔ حصہ وصول کرتے اور روپے کے ساتھ ساتھ زمین کا ایک علاقہ بھی اس سے ہتھیا لیتے، حالانکہ کچھ عرصہ ہی پہلے 1700ء کا ایک واقعہ ہے کہ جب ایک مغل گورنر انگریزوں کے تجارتی مرکز مدراس پہنچا تو وہاں کے انگریز کمانڈر نے اسے بڑے تحفے تحائف دے کر ٹالا۔ اس کے بعد سال کے سال مغل نواب کا مدراس جانا ایک معمول ہو گیا۔ اسی طرح بنگال میں جو انگریز تھے، وہ وہاں کے مغل گورنر کو نہایت عاجزانہ اور مودبانہ زبان میں خط لکھا کرتے تھے اور ہمیشہ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ لیکن جیسے ہی ملک میں طوائف الملوکی پھیلی انگریزوں نے تجارت کے ساتھ ساتھ ملک گیری کی مہم بھی شروع کر دی۔ اس کا سب سے پہلا موقع انہیں مدراس میں ملا۔ ارکاٹ کے نواب کی وفات پر اس کے بیٹوں میں تخت نشینی کے مسئلے پر جھگڑا ہوا۔ انگریزوں نے ایک بیٹے کا ساتھ دیا۔ اس کے بعد بالکل یہی صورت حال حیدر آباد میں پیدا ہوئی اور انہوں نے ایک بیٹے کی سرپرستی کی۔ بعد ازاں یہی کھیل بنگال میں کھیلا گیا، جس کے نتیجے کے طور پر پلاسی کی جنگ ہوئی اور یوں انگریزوں کے قدم بنگال میں جم گئے۔

پلاسی کی جنگ (1757) کے بعد نام کو تو میر جعفر بنگال کا نواب رہا، لیکن اصل اختیارات ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' کے ہاتھ میں آ گئے، اور کمپنی نے یہ اختیارات بہت بری طرح استعمال کئے۔ کمپنی حکمرانی اور سیاست کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کرتی تھی۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے تجارت کے پردے میں باقاعدہ لوٹ مار شروع کر دی۔ انگریز سوداگر جس مال پر ہاتھ رکھ دیتے، اس کو دوسرا خریدار آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا، اور یہ لوگ اس مال کو من مانی قیمت پر خرید لیتے، اور اپنا مال نکالنا ہوتا تو جب تک اس کی نکاسی نہ ہو جاتی، دوسرے سوداگر دکان بند رکھنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

غرضیکہ 1757ء کے بعد انگریزوں نے مسلم بنگال کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا، نجی تجارت کے ذریعے بھی اور مال گزاری اور دیوانی کے نئے بندوبست کے ذریعے بھی، اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نواب کی جگہ دوسرے نواب کو گدی پر فائز کر کے بھی۔ چنانچہ میکالے کے بقول : ''دولت کے دریا یہیں سے انگلستان کی طرف بہے چلے جاتے تھے۔''

اس کے علاوہ انگریزوں نے زمینوں کی نیلامی بھی شروع کر دی۔ چنانچہ جو بھی بڑھ کر بولی بولتا، زمین اس کے حوالے کر دی جاتی، اور وہ مزارعوں سے جتنی چاہتا، مال گزاری وصول کرتا۔ مال گزاری کی وصولی میں طرح طرح کی سختیاں کی جاتیں اور جانوروں کے ریوڑوں کی طرح باڑوں میں قید میں رکھ کر آخری کوڑی تک ان سے نکلوائی جاتی۔ اور اگر اس طرح مطالبہ پورا نہ ہوتا تو ان کے ڈھور ڈنگر اور گھر کا سامان نیلام کر دیا جاتا۔ گھروں کو لوٹ کر آگ لگا دی جاتی۔ جب کسان ان مظالم سے تنگ آ کر بھاگتے تو فوجوں کا گھیرا ڈال کر انہیں واپس کیا جاتا۔

تجارت اور زمینداری کے علاوہ ملک کی صنعت و حرفت بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کی دست برد سے نہ بچی۔ برطانوی ٹکسٹائل انڈسٹری کو ہندوستان سے درآمدہ کپڑے کے مقابلے میں بچانے کے لئے ایسی تدابیر اختیار کی گئیں کہ ہندوستان کی یہ صنعت تباہ ہو جائے۔ بنگال میں ریشمی کپڑا تیار کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ دکن کی چھینٹ اور سوتی کپڑے کی صنعت زبردستی روک دی گئی۔ جولاہوں پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ کمپنی کی اجازت کے بغیر کوئی کپڑا نہ بنیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ملک جو ایک زمانے میں یورپ اور برطانیہ کو کپڑا برآمد کیا کرتا تھا، اب وہ وہاں کا کپڑا اپنے ہاں درآمد کرنے پر مجبور ہو گیا۔ (جاری ہے)

اقبال اور محبتِ رسولؐ

✿ زیرِنظر کتاب کا مصنف پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اس کا عنوان ''اقبال اور عشقِ رسولؐ'' رکھتا' کیونکہ خود اقبال کے کلام میں لفظ ''عشق'' اور اس کے شارحین اور مداحوں میں رسولِ اکرم ﷺ کی ذات سے اُن کے قلب میں جو لگاؤ اور گداز تھا' اُس کے لئے لفظ ''عشق'' ہی استعمال ہوتا رہا ہے' لیکن ڈاکٹر فاروقی صاحب نے آغازِ کتاب ہی میں تنبیہ کے طور پر لکھا ہے:

''سب سے پہلے یہ بات علم میں آنی مناسب ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں عشق کی اصطلاح کہیں استعمال نہیں ہوئی۔ یہ لفظ علم النفس' تصوف' ادبیات وغیرہ کے علماء و شائقین نے اختیار کیا اور عرب و عجم سب نے عربی' فارسی' ترکی' اردو اور دوسری اسلامی زبانوں میں بے تکلف اور بکثرت استعمال کیا۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں عشق کے بجائے جہاں کہیں استعمال ہوا ہے حُب یا محبت کا لفظ استعمال ہوا ہے' مثلاً بخاری شریف کی حدیث میں آیا ہے: ''المرء مع من احب'' یا قرآن مجید میں آتا ہے ''قل ان کنتم تحبون اللّٰہ'' ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی اصل کی رُو سے عشق کے معنوں میں ذرا کراہت پائی جاتی ہے۔ قاموس میں عشق کو جنون کا ایک حصہ بتایا ہے۔''

اپنے اس سرسری اختلافی نوٹ کے باوجود اپنے مضامین کی عبارت میں جابجا لفظ ''عشق'' استعمال کیا ہے۔ پوری کتاب اقبال کے شارحین اور قریبی احباب کے چشم دید واقعات اور چشم کشا تبصروں اور حوالوں سے بھری پڑی ہے' جن میں لفظ ''محبت'' سے زیادہ ''عشق'' استعمال ہوا ہے۔ اگرچہ ہماری رائے میں عشق اور محبت میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ یہ دونوں ہم معنی و ہم مطلب ہیں۔ فرق اگر ہے تو وہ یہ ہے کہ ''عشق'' اقبال کے ہاں آ کر ایک علمی اصطلاح بن کر کثیر المعانی اور وسیع المقاصد ہو گیا ہے۔ علوم و فنون اور ادبیات میں جب ''عشق'' کو اصطلاح کا مرتبہ حاصل ہو گیا تو اس کے عام اور خاص استعمال میں کوئی مضائقہ نہ رہا۔ اقبال کو اپنی زندگی میں آنحضور ﷺ کی ذاتِ اقدس سے جو عشق تھا' اور جس کا اُن کے پورے کلام میں بڑی شدت سے اظہار ہوا ہے' اس کی چند مثالیں مشاہیر وقت کی زبان سے ملاحظہ کیجئے۔

جناب فقیر سید وحید الدین صاحب ''روزگارِ فقیر'' میں لکھتے ہیں: ''ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کی سیرت اور زندگی کا سب سے زیادہ ممتاز اور محبوب اور قابل قدر وصف جذبۂ عشقِ رسول ﷺ ہے۔ ذاتِ رسالت مآبؐ کے ساتھ انہیں جو والہانہ عقیدت تھی' اس کا اظہار اُن کی چشم نمناک اور دیدۂ تر سے ہوتا تھا' کہ جہاں کسی نے حضور ﷺ کا نام اُن کے سامنے لیا' ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا نام آتے ہی اور اُن کا ذکر چھڑتے ہی اقبال بے قابو ہو جاتے تھے...... زندگی کے آخری زمانے میں تو یہ کیفیت اس انتہا کو پہنچ گئی کہ ہچکی بندھ جاتی تھی۔ آواز بھرّا جاتی تھی۔ اور وہ کئی کئی منٹ مکمل سکوت اختیار کر لیتے تھے تاکہ اپنے جذبات پر قابو پا سکیں اور گفتگو جاری رکھ سکیں۔''

مرزا جلال الدین بیرسٹر ''ملفوظاتِ اقبال'' میں لکھتے ہیں: ''خواجہ حالی مرحوم کے مسدس کے تو عاشق تھے۔ میرے پاس ریاست ٹونک کا ایک شائستہ مذاق ملازم تھا۔ اسے ستار بجانے میں خاص دسترس تھی' اور وہ مسدسِ حالی ستار پر ایک طرز کے ساتھ سنایا کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب التزام کے ساتھ ہر دوسرے روز اس سے مسدس سننے کی خواہش کرتے۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی تعریف میں وہ بند جو ''وہ نبیوں میں رحمت کا لقب پانے والا'' سے شروع ہوتا ہے' انہیں بطورِ خاص مرغوب تھے۔ ان کو سنتے ہی ان کا دل بھر آتا اور وہ اکثر بے اختیار رو پڑتے۔ اسی طرح اگر کوئی عمدہ نعت سنائی جاتی تو ان کی آنکھیں ضرور پُرنم ہو جاتیں''۔

مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں: ''میں سات اپریل کی شام کو حاضر ہوا تو ایک صاحب حضرت مرحوم کے پاس بیٹھے تھے۔ میرے پہنچنے پر ان صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ابھی تو آپ کو حجاز جانا ہے۔ حضرت فرمانے لگے کہ سہارن پور سے ایک صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے حرم پاک کا طواف کرتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی تھی کہ آپ کو بھی حرم پاک پہنچنا نصیب ہو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ پھر فرمانے لگے اب بظاہر حجاز پہنچنے کی کوئی صورت نہیں' لیکن دیکھئے خدا کو کیا منظور ہو۔''

میر غلام بھیک نیرنگ تحریر فرماتے ہیں: ''1937ء کے موسم سرما میں ایک روز جاوید منزل میں اُن سے ملاقات ہوئی۔ دیر تک صحبت رہی۔ وہ اس وقت بہت کمزور تھے۔ سفرِ مدینہ کا بھی ذکر رہا۔ کہنے لگے کہ جس قدر تھوڑی طاقت مجھ میں رہ گئی ہے' میں اس کو مدینے کے سفر کے لئے بچا بچا کے رکھ رہا ہوں۔ افسوس کہ ان کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی اور وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔''

مشاہیر کے تحریر کردہ' چشم دید واقعات و مشاہدات کی مثالوں سے مدد لیتے ہوئے فاضل مصنف نے جو اردو کے مشہور نقاد اور استاد بھی تھے اور پشاور یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے ہیں' اقبال کے اردو اور فارسی کلام سے ان کے عشقِ رسول ﷺ کی حدت کی چنگاریاں اور شعلہ فشانیاں یکجا کر دی ہیں۔ چند ابواب باندھے ہیں جن کے عنوان ہیں: عشقِ رسولؐ' سیرتِ رسولؐ' اطاعتِ رسولؐ' انسانِ کامل' قرآن حکیم' ارمغانِ عقیدت' نغماتِ شوق۔ ہر باب میں اقبال کے کلام سے عشقِ رسولؐ کے موتی چنے ہیں اور تبصرہ آرائی کے وقت خود بھی سراپا عاشقِ رسولؐ بن گئے۔ یوں محسوس ہوتا ہے' جیسے ڈاکٹر فاروقی اقبال کے پردے میں خود اپنے عشقِ رسولؐ کی کیفیات بیان فرما رہے ہیں۔ لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ سے والہانہ شیفتگی اور سرفروشانہ عقیدت ایمان کی بنیاد و اساس ہے۔ صحیح حدیث ہے (ترجمہ) ''تم میں سے کوئی ایمان میں اس وقت تک پختہ نہیں ہوتا' جب تک میری محبت اس کے دل میں اس کے باپ' بیٹے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر راسخ نہ ہو جائے''۔

جو نسخہ میرے زیرِ مطالعہ ہے' وہ اس کتاب کے پانچویں ایڈیشن سے تعلق رکھتا ہے جو ٹائپ میں طبع ہوا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ جب اس کا چھٹا ایڈیشن شائع ہو تو موجودہ کمپیوٹری خطاطی میں پیش کیا جائے۔ ''اقبال اکادمی'' سے یہ اُمید کرنا عبث نہیں۔ پھر قیمت بھی شاید کم ہو جائے۔ فی الحال قیمت **150** روپے ہے۔ ناشر کا پتہ یہ ہے:

اقبال اکادمی پاکستان' ایوانِ اقبال آف ایجرٹن روڈ' لاہور

(تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

دورہ ترجمہ قرآن 2003

امیر تنظیم اسلامی

محترم **حافظ عاکف سعید** صاحب

(قرآن حکیم کا ترجمہ اور مختصر تشریح)

اب ایک سی ڈی میں دستیاب ہے

قیمت فی سی ڈی =/50 روپے

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن**

36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 03-5869501

www.tanzeem.org e-mail: info@tanzeem.org

رجوع الی اللہ

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

دو روز قبل ایک دوست کی شادی کی تقریب میں مجھ سے بہت محبت کرنے والے پیارے دوست شعیب بن عزیز ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلشنز پنجاب ملے' شعیب صاحب بہت باغ و بہار' دل زندہ دار' اور شگفتہ نگار شخص ہیں' صرف افسر ہی نہیں خوبصورت شاعر بھی ہیں' ان کا یہ شعر انہی کے حسب حال ہے۔

ڈوبتی شام کا پھٹکار پڑے مجھ پر میں اگر
چڑھتے سورج سے کبھی ہاتھ ملانا چاہوں

تقریب میں انہوں نے مجھ سے معانقہ کرتے ہوئے بے ساختہ کہا ''اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے'' اور میرے منہ سے برجستہ نکلا ''وہ بہت بندہ نواز بھی ہے'' یہ دونوں جملے میری گزشتہ طویل اور حوصلہ توڑ دینے والی بیماری کے پس منظر میں لبوں پر آئے' وہ جب میری عیادت کو آئے تھے تو مجھے ہڈیوں کا جال اور نڈھال دیکھا تھا اور آج وہ میرا رنگ لال اور قدرے مجھے نہال دیکھ رہے تھے' وہ اللہ کی بے نیازی کا ذکر زبان پر اس لئے لائے تھے کہ وہ صرف خدا ہی ہے جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے اور اس کی ذات و صفات کے متعلق یقین رکھا جا سکتا ہے کہ

کیا شان تیرے جمال میں ہے
ہر وقت زمانہ حال میں ہے

ورنہ انسان خواہ فولاد کی فصیلوں میں رہتا ہو' یا خوشیوں کے پنگھوڑوں میں جھولتا ہو' یوسف کنعانی ہو یا رستم وسہراب ایرانی ہو' کمال و زوال کے تنے ہوئے رسے پر رہتا ہے نجانے کب پاؤں پھسلے اور وہ نیچے آ رہے' دوران علالت جنہوں نے مجھے دیکھا انہوں نے خدا کی بے نیازی مشاہدہ کی اور اب نظر پڑتی ہے تو اس کی بندہ نوازی کا خیال آتا ہے' ان کے اور میرے منہ سے نکلے ہوئے ان دو جملوں نے مجھے رات بھر اپنے حصار میں جکڑے رکھا اور ایک کیفیت دل نواز مجھ پر طاری رہی' وہ بے نیاز اس لئے ہے تاکہ بندے اپنے اوقات میں رہیں اور بندہ نواز اس لئے ہے کہ تاکہ لوگوں کی توجہ اور نگاہ ہمہ وقت اس کی عنایت پر رہے' اس کی بے نیازی کے مظاہرے تو خال خال دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن اس کی بندہ نوازی کے مناظر تو ہر پل ہر آن آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں' وہ دنیا بنا کر الگ نہیں ہو گیا اس کی حفاظت اور رکھوالی اپنے ذمہ لی ہے' وہ حیی و قیوم ہے زندہ و بیدار' دنیا اونگھتی اور سوتی ہے وہ ہمہ وقت جاگتا ہے' تاکہ نظام کائنات میں خلل نہ آنے پائے' بندے خواہ لاکھ غافل ہو جائیں وہ کبھی غافل نہیں ہوتا۔ بندے چاہے خود فراموش اور خدا فراموش ہو جائیں مگر وہ اپنی رحمت کی آغوش ہمیشہ کھلی رکھتا ہے' نجانے کب کوئی پناہ کی تلاش میں آ نکلے' بندے اپنے گھروں کے کواڑ بند کر کے رکھتے ہیں لیکن وہ دروازہ رحمت سدا وا رکھتا ہے' نجانے کس وقت کون دستک دینے آ جائے' بندے گہری نیند سو جاتے ہیں مگر وہ اونگھتا بھی نہیں کیا خبر کوئی رات کے پچھلے پہر مناجات کے لئے حاضر ہو جائے' بندے بسا اوقات قرینہ دعا بھول جاتے ہیں مگر وہ شیوۂ عطا کبھی نہیں بھولتا' بندے کبھی حجت طرازی پر اتر آتے ہیں مگر وہ اپنی شان بندہ نوازی قائم رکھتا ہے' شیخ صفوریؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک بت پرست کو حاجت آ پڑی اور وہ اپنے بت کے سامنے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گیا اور ''یا صنم یا صنم'' کا ورد الاپنے لگا' مگر مٹی کے مادھو نے کیا جواب دینا تھا' رواداری میں اس بت پرست کے منہ سے ''یا صنم یا صنم'' کے بجائے دو چار مرتبہ ''یا صمد یا صمد'' کا جملہ وارد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً جواب عطا فرمایا ''جی میرے بندے! کیا کہنا ہے میں حاضر ہوں۔'' فرشتوں نے عرض کیا۔ مولا! وہ تجھے نہیں اپنے بت کو پکار رہا تھا۔ یہ تو بے خیالی میں تیرا نام اس کی زبان پر آ گیا تھا' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ ایک مدت بت کو پکارتا رہا مگر اس کو جواب نہ ملا' اب اس نے بے دھیانی میں سہی مجھے بلایا ہے اگر میں بھی جواب نہ دوں تو پھر صنم اور صمد میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟''

سورۂ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''الصمد'' ہے جس کا ایک معنی ''بے نیاز'' ہے مگر بے نیاز کا مفہوم یہ نہیں کہ بندوں کی حالت زار پر ترس نہیں کھاتا' یا اسے بندوں کی پکار پر رحم نہیں آتا بلکہ یہ صفاتی نام لانے کا مقصد دراصل عقیدے کی اصلاح ہے کہ ''الصمد'' وہ ذات بے نیاز ہے جو دنیا کے بغیر رہ سکتی ہے مگر دنیا اس کے بغیر نہیں رہ سکتی' شیخ فضیل بن عیاضؒ نے ایک آیت سے بڑا نفیس نکتہ نکالا ہے' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پوچھتا ہے: ''اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم سے غرہ کیا؟'' شیخ کہتے ہیں ''بندہ عرض کرے گا الٰہی تیرے یہ رب اور کریم کہنے کی بدولت ہم سے غفلت ہوئی۔''

ہم کچھ بھی کر گزرتے تیری شان ربوبیت پھر بھی برقرار رہتی' ہم سے کچھ سرزد ہوتا تیرا انداز کریمی تب بھی جوبن پر رہتا' ہم غرہ نہ ہوتے تو کیا کرتے؟ واقعہ بھی یہی ہے کہ ایک سیاہ کار کی پیشانی پر ابھرنے والے ندامت کے قطرے اس کی شان کریمی موتی سمجھ کر چن لیتی ہے' یہ بندہ نوازی کی حد نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کا انداز بے نیازی اگر کبھی سامنے آیا بھی ہے تو صرف سرکشوں اور باغیوں کے لئے ورنہ تو اس نے اپنی رحمت و شفقت کو ہر چیز سے وسیع اور ہر چیز پر محیط رکھا ہے' کوئی مجھ سا خطا کار آخر کتنی خطائیں کرے گا' سمندر کے قطروں جتنی' صحرا کے ذروں جتنی' درختوں کے پتوں جتنی' سر اور جسم کے بالوں جتنی' وہ پھر بھی کہتا ہے: ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے پاؤ۔ میری رحمت ہر شے سے زیادہ ہے۔''

ماں باپ کی محبت و شفقت کے اولاد کے لئے ہزار روپ ہیں اس کا ہر پہلو بے کنار اور ہر گوشہ بے لوث ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کی ربوبیت اور رحمت کا ہلکا سا عکس اور کرشمہ ہے جو ماں باپ کی صورت میں جھلکتا ہے وہ چاہتا ہے تبھی تو ماں کا دل اولاد کے لئے دھڑکتا اور باپ کا خون جوش مارتا ہے' ورنہ دل کو پارہ سنگ بننے اور خون کو سفید رنگ ہونے میں کتنی دیر لگتی ہے؟

خدا گواہ ہے میرا مقصود مرض کا ذکر نہیں اب اس قرض کی فکر ہے جسے مجھے اتارنا ہے۔ یہ قرض زر و مال کا نہیں اللہ کی محبت کا قرض ہے۔ اس کی شفقت کا قرض ہے' اس کی عنایت کا قرض ہے اور اس کی رحمت کا قرض ہے۔ میں اگر دوبارہ جنم لوں اور ہزار برس کی عمر پاؤں قرض تو پھر بھی ادا نہیں کر سکوں گا' البتہ اب فکر لاحق رہتی ہے' خداوند تو نے مجھ پر کمال رحم کیا' اب اتمام کرم کر' کہ میرے دل کو خیال غیر سے پاک فرما دے۔ میری فکر کو پاکیزگی دے دے۔ میری زبان کو محبت کا ترجمان بنا دے اور میرے قلم کو ڈرپوک نہیں' دوٹوک کر دے۔ (آمین)

اگر میری یہ چند سطریں کسی کا دھیان خدا کی طرف کر دیں اور کسی کو رجوع الی اللہ کا موقع فراہم کر دیں' تو میرا یہ کالم میرے کالے کرتوتوں کا کفارہ بن جائے گا۔

داغ کو کون دینے والا تھا
اے خدا' جو دیا' دیا تو نے

اسلام کے ستون

عبادات

تحریر: جناب رحمت اللہ بٹر، ناظم دعوت، تنظیم اسلامی، پاکستان

✿ عبادات کو نبی اکرم ﷺ نے اسلام کے ستون قرار دیا ہے اور کسی بھی تعمیر کی پختگی کا دارومدار ہمیشہ اس کے ستونوں کی مضبوطی پر ہوتا ہے۔ عبادات اصل میں ایک طرف روحانی بالیدگی اور یادِ رب کا مؤثر ذریعہ ہیں تو دوسری طرف نفس انسانی کی کمزوریوں کا مداوا ہیں۔ خالق انسان خود فرماتا ہے کہ ﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا o خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ اگر انسان واقعی ان عبادات کو کما حقہ اختیار کر لے تو ان کمزوریوں پر قابو پا کر اپنے رب کی بندگی کا حق ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

عبادات میں تقسیم اللہ تعالیٰ کے فرمان اور نبی اکرمؐ کے اسوہ حسنہ کی بنیاد پر کچھ یوں ہے۔ مکتوب سے مراد وہ احکامات ہیں جو قرآن مجید نے لازم یعنی فرض قرار دیئے ہیں اور تطوع وہ حصہ ہے جو نبی اکرم ﷺ نے خود اختیار فرمایا ہے۔

1۔ واجب۔ عبادات میں واجبات وہ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ اس کو اختیار کیا جائے۔ فرض اور واجب میں فرق یہی ہے کہ فرض وہ ہیں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور واجب جو آپؐ نے حکم دیا ہے۔

2۔ سنت مؤکدہ۔ وہ نوافل جن کی ادائیگی کے لئے آپؐ نے ترغیب وتشویق دلائی ہے اور خود پابندی سے عمل کیا ہے۔

3۔ سنت غیر مؤکدہ وہ کہلاتی ہیں جن کی ترغیب وتشویق تو ہے لیکن آپ کا عمل مستقل نہیں ہے۔

4۔ نوافل وہ حصہ ہیں جن کے لئے ترغیب وتشویق ہے لیکن آپ کا عمل ثابت نہیں ہے۔

عبادات

1۔ فرائض دینی کے حوالے سے عبادات کا مقام ان ستونوں کی مانند ہے جس پر فرائض دینی کی پوری عمارت کھڑی ہے۔

2۔ نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ ساتھیوں کا نقشہ قرآن نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح :29)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت (مگر) آپس میں رحم دل ہیں۔ تم ان کو اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں رکوع وسجود میں (سرگرم) پاؤ گے۔ ان کا امتیاز ان کے چہروں پر سجدوں کے اثرات سے ہے۔''

3۔ احیائی تحریکوں میں عبادات کے حوالے سے ایک کوتاہی کا ارتکاب ہو ہی جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وسیع تصور دین میں عبادات پر توجہ کا ارتکاز کم ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کے اصل کام میں لکھا ہے کہ:

''نماز کا یہ مقام ہے کہ وہ معراج المومنین ہے' نگاہوں سے بالکل اوجھل ہے اور نفسِ انسانی کا اس سے ایسا انس کہ 'قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ'' کی کیفیت پیدا ہو سکے' ناپید ہے۔ اس کے برعکس زیادہ ترقی پسند لوگوں کے نزدیک تو صلوٰۃ معاشرے کے ہم معنی قرار پائی ہے اور دوسروں کے نزدیک بھی اس کی اصل اہمیت اس حیثیت سے ہے کہ وہ مسلمان معاشرے کی اصلاح اور تنظیم کا ایک جامع پروگرام ہے۔ زکوٰۃ کا یہ پہلو کہ یہ روح کی بالیدگی اور تزکیہ کا ذریعہ ہے اس قدر معروف نہیں جتنی اس کی یہ حیثیت کہ یہ اسلامی نظام معیشت کا اہم ستون ہے۔ روزہ کے بارے میں یہ تو خوب بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ضبطِ نفس (Self Control) کی مشق وریاضت ہے لیکن اس کی اس حقیقت کا یا تو سرے سے ادراک ہی نہیں ہے یا اس کے بیان میں حجاب محسوس ہوتا ہے کہ یہ روح کی تقویت کا سامان اور جسدِ حیوانی کی اس پر گرفت کو کمزور کرنے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ یہ حدیث تو تحریر وتقریر میں عام بیان ہوتی ہے کہ 'اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ'' اور اس کی تشریح پر خوب زور دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ حدیث قدسی کہ 'اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ'' اول تو کم ہی بیان ہوتی ہے اور اگر ہوتی بھی ہے تو بس سرسری طور پر۔ اسی طرح حج کے بارے میں یہ تو معلوم ہے کہ اس کے ذریعے 'خدا پرستی کے محور پر ایک عالمگیر برادری' کی تنظیم ہوتی ہے لیکن اس سے آگے اس کی روحانی برکات کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا۔

4۔ عبادات کے ظاہری اور اجتماعی فوائد اور حکمتیں بھی ہیں لیکن ان کی بنیادی اہمیت انسان کی اخلاقی وروحانی تربیت کے اعتبار سے ہے۔

نماز

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اَلصَّلٰوۃ عماد الدین من ھدمھا ھدم الدین'' نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اس ستون کو گرا دیا اس نے دین اسلام کو گرا دیا۔ گویا نماز نہ ادا کرنے کی صورت میں اسلام سے کیا تعلق باقی رہا۔

''وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ'' میں یہی مطلوب ہے کہ وقت کی پابندی کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا کی جائیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس فرمان میں یہ ''بَیْنَ الاسلام والکفر والصلوۃ'' بندہ مسلم اور کفر کے مابین نماز کو چھوڑ دینا ہی تو ہے۔ ''بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ'' (رواہ مسلم)

☆ سورۃ مومنون میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پہلی صفت بیان ہوئی کہ:

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ o

''جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے والے ہیں۔''

(المومنون:2)

اسی مقام پر آخری صفت یہ آئی ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ o

''جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

(المومنون9)

نماز کا ظاہری پہلو یہ ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے یعنی اسے پابندی وقت کے ساتھ مسجد میں باجماعت اور تمام ظاہری آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کیا جائے۔ کیونکہ نماز پنجگانہ کے بعد اقامت صلوٰۃ کا تقاضا کیا گیا ہے اور اقامت صلوٰۃ باجماعت ادائیگی سے ہی ہوتی ہے اور

	مکتوبہ فرائض	تطوع۔ نوافل			
عبادات	فرض	واجب	سنت مؤکدہ	سنت غیر مؤکدہ	نوافل
الصلوۃ نماز	17 رکعات فجر۔ 2 ظہر۔ 4 عصر۔ 4 مغرب۔ 3 عشاء۔ 4	وتر 3 تا 11 رکعات 2+(1 تا 9) تہجد کے نوافل کو وتر بنانا ہے۔	10/12 رکعات فجر۔ 2 ظہر۔ 4/6 مغرب۔ 2 عشاء۔ 2	8 رکعات عصر۔ 4 عشاء۔ 4	تحیۃ الوضوء۔ 2 رکعت تحیۃ الوضوء۔ 2 رکعت اشراق۔ 2 تا 4 رکعت الضحٰی یا چاشت۔ 2 تا 12 رکعت اوابین۔ 2 تا 6 رکعات تہجد۔ 2 تا 10 رکعات یہ آپؐ پر فرض تھی اس لئے امت کے لئے نفل قرار پائی۔
الصوم روزہ	ماہ رمضان المبارک کے روزے	X	1۔ یوم عرفہ۔ 9 ذی الحج 2۔ عاشورا۔ 9 محرم اور 10 محرم دو روزے یا 10 تا 11 محرم۔ ۳۔ ہر ماہ 3 روزے' مستحب ایام بیض (13 تا 15) چاند	X	1۔ 6 روزے ماہ شوال کے 2۔ اگر زیادہ رکھنا چاہے تو ہر پیر جمعرات کا روزہ صرف جمعہ کے دن کو روزہ کے لئے مخصوص کر لینا منع ہے۔
الزکوٰۃ	جب مال وجنس زکوٰۃ کی کم از کم حد تک ہو جائے۔ 2.5٪ مال تجارت + نقدی و زیورات 10٪ جنس بارانی 5٪ جنس چاہی' نہری	فطرانہ	قربانی	عقیقہ	العفو۔ جو بھی ضروریات سے زائد ہے یعنی بچت ہے وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دی جائے۔
الحج	الحج الاکبر زندگی میں ایک بار فرض ہے جب بھی استطاعت سفر میسر ہو	X	X	الحج الاصغر (عمرہ)	X

اقامت میں اس لئے یہ الفاظ ادا کئے جاتے ہیں "قد قامتِ الصلوٰۃ" گویا عملی صورت ہے اقامت صلوٰۃ کے حکم کی ادائیگی تعدیل ارکان کے ساتھ یعنی پورے اطمینان کے ساتھ قیام رکوع' قومہ' سجدہ جلسہ اور تشہد کی ادائیگی۔ نماز کا باطنی پہلو یہ ہے کہ اسے پوری توجہ' انہماک اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کیا جائے اس لئے کہ

(i) نماز ایسے ادا کی جائے گویا کہ یہ آخری نماز ہے۔

(ii) اللہ کی نعمتوں کو تصور میں لاتے ہوئے شکر کے جذبات کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔

اِنَّـا اَعْطَيْـنٰـکَ الْكَوْثَرَ o فَصَـلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ o

"(اے نبی ﷺ) بے شک ہم نے آپ کو خیرِ کثیر عطا کی ہے پس (شکر کے طور پر) نماز پڑھئے اور قربانی پیش کیجئے۔" (سورہ کوثر: 1'2)

(iii) نماز میں کچھ پڑھا جاتا ہے اس کا مفہوم یاد کیا جائے تاکہ نماز میں توجہ رہے۔

☆ نماز کے بارے میں مطلوب کیفیت تو یہ ہے کہ انسان کو اس سے اتنی محبت ہو کہ اس کا منتظر رہے۔ آپؐ نے فرمایا

قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

جماعت کے وقت سے تھوڑا سا پہلے مسجد میں پہنچنے کی کوشش کی جائے اور تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز کا اہتمام کیا جائے۔

☆ سورۃ الشوریٰ کی آیت 36 تا 47 میں اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک وصف ہے اَقَامُوا الصَّلٰوةَ نماز انقلابی کارکنوں کی تربیت کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ صبح سویرے بیدار ہونا' نیند کو قربان کرنا' پھر دن میں بار بار اپنے معمولات کو چھوڑ کر مسجد میں حاضر ہونا' ایک امام کی اقتداء میں پورے نظم کے ساتھ نماز ادا کرنا اور پھر اپنے تمام معمولات کو نماز کے اوقات کے حوالے سے طے کرنا' یہ سب نماز ہی سے حاصل ہونے والی تربیت کا مظہر ہے۔

☆ رات کے پچھلے پہر میں اللہ دعائیں پوری فرماتا ہے۔ اگر ہم واقعی اقامت دین کی منزل سر کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے اللہ کی بھرپور مدد کی ضرورت ہے۔ اللہ کی مدد مانگنے کے لئے بہترین ذریعہ نماز اور بہتر وقت رات کا پچھلا پہر ہے۔

يَـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ o

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، صبر اور نماز سے مدد لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (البقرہ 153)

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا

''اور جو اپنے رب کے آگے سجدہ و قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔'' (فرقان 64)

اِنَّہُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُحْسِنِیْنَ o کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَہْجَعُوْنَ o

''یہ لوگ اس سے پہلے نیکوکار (درجہ احسان پر) تھے (اور عبادات میں مشغول رہنے کے بہ سبب) رات کو بہت کم سوتے تھے۔'' (الذاریات: 16-17)

زکوٰۃ

☆ تربیت و تزکیہ اقامت دین کی جدوجہد کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ زکوٰۃ تزکیہ نفس ہی کا ایک ذریعہ ہے جس کے ذریعہ قرب الٰہی کے حصول میں حائل ایک بڑے رکاوٹ یعنی مال کی محبت پر انسان قابو پاتا ہے۔ پھر زکوٰۃ کے ذریعے انسان میں اللہ کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ زکوٰۃ دینے کے لئے ہماری اولین ترجیح اپنے عزیز و اقارب میں موجود مستحقین ہونے چاہئیں۔ اس سے ہمارے اعزہ و اقارب کی تالیف قلب ہوتی ہے اور وہ ہماری دعوت کو ہمدردی سے سنتے ہیں۔ کامیاب داعی وہی ہے جو انسان دوست اور دوسروں کے دکھ درد بانٹنے والا ہو۔ ہمیں زکوٰۃ کی عبادت کو بھی اقامت دین کی جدوجہد کا اہم رکن سمجھنا چاہئے اور ہوسکے تو العفو کے قرآنی حکم کا مصداق بننے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ مال کی محبت جو دنیا سے تعلق کا مضبوط ذریعہ ہے اس سے بچا جاسکے۔

روزہ

☆ روزہ ہمارے اندر روحانیت کو تقویت دینے اور قرب الٰہی کے حصول کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ سورہ بقرہ کے 23 ویں رکوع میں روزے کے بارے میں احکامات دینے کے بعد اللہ نے فرمایا۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

''اور (اے نبیؐ) جب میرے بندے آپؐ سے میرے بارے میں دریافت کریں تو (ان کو بتا دیجئے کہ) میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔'' (البقرہ 186)

☆ روزہ کے ذریعے ہم نفسانی خواہشات پر قابو پا کر اپنی روح کو تقویت دیتے ہیں۔ روزے کے دوران صرف کھانے پینے اور جنسی خواہشات کی تسکین سے اجتناب کرنا ہے بلکہ جسم کے ہر عضو کو روزے کی کیفیت سے گزارنا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہماری آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل کسی بھی عضو سے اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (نسائی)

''جس کسی نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اسکی ضرورت نہیں وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔''

☆''روزے کی اس افادیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ ہم فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزوں کا بھی اہتمام کریں۔ جیسے عرفہ کا روزہ، عاشورہ کے دو روزے، ہر قمری ماہ کی 13 تا 15 تاریخ کے تین روزے وغیرہ۔

حج

☆ حج تمام عبادات میں سے تمام برکتوں کی جامع اور عظیم ترین عبادت ہے۔

☆ حج اگر قبول ہوجائے تو انسان کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

☆ جس مسلمان کے پاس زادِ راہ ہو، پیچھے گھر والوں کے لئے گزر اوقات کا سامان ہو، وہ سفر کی صعوبتیں اور دوران حج مشقتیں برداشت کرنے کے قابل ہو، راستے میں امن وامان ہو تو اس پر حج کرنا لازم ہے۔

☆ حج کے ذریعہ انسان کو بے شمار روحانی برکات حاصل ہوتی ہیں اور خاص طور پر بعض روحانی مناظر اور کیفیات ہمیشہ کے لئے اس کے حافظہ کا سرمایہ بن جاتی ہیں جن کا تصور کرکے وہ روحانی بالیدگی اور ترفع حاصل کرتا رہتا ہے۔

☆ ہم میں سے ہر ساتھی کو حج کے لئے خلوص اور دل کی گہرائیوں سے دعا کرنی چاہئے۔ اللہ یہ دعا ضرور پوری فرماتا ہے۔

☆ حج اصل میں مسلمانوں میں ایک ملت کے تصور کا مؤثر ذریعہ بھی ہے کہ ہر مسلمان خواہ پاکستانی ہو یا ہندوستانی، ایرانی ہو یا عراقی، ترکی ہو یا افغانی وہ ان نسلی ولسانی، علاقائی تقسیموں سے بلند ہوکر ایک لباس زیب تن کرکے ایک ملت کا فرد ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ کاش واقعی حج اس شیرازہ بندی کا ذریعہ بن جائے اور تمام مسلمان ان علاقائی عصبیتوں سے بالاتر ہوکر ایک ملت کا فرد بنالیں اور امت مسلمہ میں ہونے کو ترجیح دینے لگیں تو غلبہ دین الحق کی راہ ہموار ہوجائے۔

شانِ امتیازی

جب حضرت سید احمد شہیدؒ نے پشاور فتح کیا اور مجاہدین کی فوج کو وہاں پڑاؤ ڈالے کئی ہفتے گزر گئے تو ایک پٹھان نے ایک ہندوستانی کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میاں ایک بات تم سے پوچھتا ہوں، ٹھیک ٹھیک بتانا، اس نے کہا کہ کہئے، اس نے پوچھا کہ کیا تم ہندوستانیوں کی دُور کی نگاہ کمزور ہوتی ہے اور کیا تم دُور کی چیز نہیں دیکھ سکتے؟ فوجِ مجاہدین کے اس سپاہی نے کہا نہیں ہم خوب دیکھتے ہیں، اور دیکھ رہے ہیں کہئے تو آپ کو بتادیں کہ ہمارے سامنے وہ دُور کی چیز کیا ہے؟ اس نے کہا ''نہیں کوئی بات ضرور ہے، ہندوستانیوں کی دُور کی نگاہ فطری طور پر کمزور ہوتی ہے''۔ ہندوستانی نے کہا مگر آپ یہ بتائیے کہ آپ کو اس کے پوچھنے کی ضرورت کیا پیش آئی؟ پٹھان باشندہ نے کہا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کئی ہفتہ سے آپ کی فوج یہاں پڑی ہوئی ہے اور آپ میں سے بعض کئی کئی مہینے سے اور بعض کئی کئی سال سے اپنا گھر چھوڑے ہوئے ہیں، شادی شدہ ہیں یا شادی کی عمر ہے، لیکن ہم نے آپ میں سے کسی کو کسی نامحرم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا تو ہم نے کہا کہ ایک ہو دو ہوں تو (اتفاقاً) ہو سکتا ہے لیکن سب کے سب کیوں نہیں دیکھتے؟ اُدھر جوانی ہے اِدھر حسن ہے لیکن کسی کو بدنگاہی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اس ہندوستانی نے جواب دیا کہ الحمدللہ ہم سب کی نظر بالکل ٹھیک ہے، مگر قرآن کی تعلیم ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ﴾ (النور: ۳۰)

''اہل ایمان سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں''۔

یہ خصوصیت کیسے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا ﴾ (الانفال: ۲۹)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے معاملہ میں تقویٰ واحتیاط کا عمل اختیار کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر ایک شانِ امتیازی پیدا کردے گا''۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب ''کاروانِ زندگی، حصہ پنجم'' سے ایک اقتباس)

بابری مسجد کی شہادت: ناقابل معافی جرم

بھارتی ریاست اُترپردیش (یوپی) کی حکومت نے بھارتی سپریم کورٹ میں ضمنی بیانِ حلفی داخل کیا ہے' جس میں بابری مسجد کی شہادت کو بربریت اور ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا ہے۔ دریں اثناء رائے بریلی کی عدالت میں پیش کی گئی دوسری چارج شیٹ کی قانونی حیثیت کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار یوپی حکومت نے سپریم کورٹ پر چھوڑ دیا ہے۔ مذکورہ چارج شیٹ میں برسر اقتدار پارٹی ''بی جے پی'' کے لیڈروں کے خلاف الزامات کو رد کرتے ہوئے مسجد کی شہادت کو بعض انتہا پسند تنظیموں کی مجرمانہ سازش قرار دیا گیا ہے۔

بھارت کو جدید اسرائیلی ہتھیاروں کی فراہمی

بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کچلنے کے لئے اسرائیل سے مزید آلات حاصل کر لئے ہیں' جن میں جدید حرارتی تصویروں والے کیمرے بھی شامل ہیں۔ ان حرارتی کیمروں کی مدد سے لائن آف کنٹرول پر (پاکستان کی جانب سے) مجاہدین کی دراندازی روکنے میں خاصی مدد ملی ہے۔ ان کیمروں کی مدد سے دو اڑھائی کلومیٹر پر کسی بھی نقل وحرکت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ بھارت نے یہ کیمرے پونچھ اور راجوری سیکٹر میں جنگ بندی لائن پر نصب رکھے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کے درمیان دفاعی تعلقات گزشتہ بارہ برس سے قائم ہیں اور حالیہ ششماہی میں ان تعلقات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ چین کے اخبار ''پیپلز ڈیلی'' کے مطابق بھارت نے اپنے مغربی ساحل کوچی میں ایک بحری اڈہ قائم کیا ہے جو اسرائیلی ساختہ جاسوس طیاروں کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ یہ جاسوسی طیارے بغیر پائلٹ کے ریموٹ کنٹرول سے اڑائے جائیں گے جو پاکستان کی جاسوسی کر کے اور معلومات اکٹھی کرنے کے بعد واپس اڈے پر اتر جائیں گے۔

مہاراشٹر میں مسجد پر دستی بم سے حملہ

بھارت کے صوبہ مہاراشٹر میں صوبائی دارالحکومت ممبئی سے چار سو کلومیٹر دور پربھنی نامی شہر میں جمعۃ الوداع کے موقع پر نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے مسجد کے صحن میں اس وقت دستی بم پھینکا جب مسلمان نماز جمعہ ادا کر رہے تھے۔ اس حملے سے مشتعل ہو کر لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور دکانوں اور گاڑیوں پر پتھراؤ کیا۔ پولیس نے حالات پر قابو پانے کے لئے شہر میں کرفیو نافذ کر دیا۔ اس حملے میں پانچ مسلمان شہید اور 34 زخمی ہوئے۔

دارالعلوم دیوبند کی شان وشوکت قائم ہے

وائس آف جرمنی نے اپنی حالیہ نشریاتی رپورٹ میں بتایا ہے کہ بھارت میں مسلمانوں کی قدیم درس گاہ دارالعلوم دیوبند ہندوؤں کی سیاسی پیش قدمی اور قوم پرست ہندوؤں کی مخالفت کے باوجود اپنا کام پوری شان وشوکت سے جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس درس گاہ میں طلبہ صحافت' انفارمیشن ٹیکنالوجی' کمپیوٹر سائنس اور دوسرے جدید سائنسی علوم میں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دیوبند سے فارغ التحصیل طلبہ کو انگریزی زبان پر بھی عبور حاصل ہوتا ہے۔ وہ بیرونی دنیا کے بارے میں زیادہ کشادہ سوچ اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اختلافی امور پر مدلل بحث کرنے پر بھی اعلیٰ صلاحیت وقابلیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حالیہ سردیوں میں مجاہدین کے خلاف جارحانہ کارروائی ہوگی

انڈین آرمی کے جنرل کمانڈنگ لیفٹننٹ جنرل ہری پرشاد نے دعویٰ کیا ہے کہ لائن آف کنٹرول پر فوج کی تعداد میں اضافے اور نئے اور جدید ترین (اسرائیلی) آلات کی تنصیب سے سرحد پار سے مبینہ دراندازی میں کافی کمی ہوگئی ہے۔ انہوں نے سری نگر میں اخبار نویسوں کو بتایا کہ کنٹرول لائن سے پیچھے بھی حفاظتی پٹی مضبوط کی گئی ہے۔ اور اس پٹی میں بھی جدید آلات نصب کئے گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جموں وکشمیر میں تقریباً تین ہزار مجاہدین سرگرم ہیں اور حالیہ سردیوں کے موسم میں اُن کے خلاف سخت جارحانہ کارروائیاں کی جائے گی۔

علامہ اقبال پر تین خاتون سکالروں کے تحقیقی مقالات

مدھیہ پردیش کی برکت اللہ یونیورسٹی سے تین خاتون سکالروں نے علامہ اقبال کے افکار ونظریات اور تصانیف پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ڈاکٹر پری بانو کے تحقیقی مقالے کا عنوان ہے: ''اقبال کے کلام میں مقاماتِ ارضی''۔ ڈاکٹر فرحانہ رضوی نے ''شرح نگاری کا فن اور شارحینِ اقبال'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ پیش کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ''علامہ اقبال کا قیام بھوپال'' خاصا دلچسپ موضوع ہے۔ اس پر ڈاکٹر صائمہ رفعت نے تحقیق کی ہے۔

سنگھ پریوار سے مذاکرات کی مذمت

سید شہاب الدین کی صدارت میں ''آل انڈیا مسلم مجلسِ مشاورت'' کے حالیہ اجلاس میں ''آل انڈیا امام تنظیم'' کے صدر جمیل الیاسی اور اُن کے رفقاء کے مذاکرات' جو سنگھ پریوار اور بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے ساتھ ہوئے' کی مذمت کی گئی ہے۔ مجلس مشاورت کے جاری کردہ اخباری بیان میں کہا گیا ہے کہ جمیل الیاسی اور ان کے رفقاء کا مسلمانانِ ہند کی برادری میں کوئی مقام نہیں ہے اور انہیں مسلمانانِ ہند کے اُمور ومفادات سے متعلق حکومت یا بھارتیہ جنتا پارٹی یا سنگھ پریوار سے مذاکرات اور سودابازی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ''مجلس مشاورت'' نے حکومت کو وارننگ دی ہے کہ اگر اس نے ''آل انڈیا امام تنظیم'' کے ساتھ کوئی معاہدہ کیا یا تنظیم کو کسی نوعیت کی پیشکش کی تو مسلمانانِ ہند اس کو قبول نہیں کریں گے۔

ہندو دہشت گرد ہیں اور باہر سے آئے ہیں

''بہوجن سوایم سیوک'' کے صدر تیج سنگھ نے خانقاہ انٹر کالج' باندہ میں ''امبیدکر سماج پارٹی'' کے ایک بڑے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''ہندو دہشت گرد ہیں۔ ہندو خواتین کے ساتھ بدسلوکی اور تشدد کرتے ہیں۔ ہم اب ہندومت کے مظالم کو مزید برداشت نہیں کر سکتے۔ ہندو ہم سے اپنے دیوی دیوتاؤں کی زور زبردستی سے پرستش کراتے ہیں۔ ہمیں اب یہ سلسلہ بند کرنا ہوگا اور سیاسی اقتدار میں اپنا حصہ طاقت کے بل پر حاصل کرنا ہوگا۔ مسلمانوں اور پسماندہ اقوام کے ساتھ ہندوؤں نے مظالم کی انتہا کر دی ہے۔ تیج سنگھ نے اٹل بہاری واجپائی' لال کرشنا ایڈوانی اور بال ٹھاکرے کو پرلے درجے کے دہشت گرد قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہ انڈیا کو ''ہندوراشٹریہ'' بنانے پر تلے ہوئے ہیں لیکن ہم جن کو یہ باہر سے آنے والے آریہ لوگ اچھوت کہتے ہیں ہرگز ان کا یہ خواب پورا نہ ہونے دیں گے۔''

☆☆

کام کی باتیں

☆ موم بتیاں مہنگی ہوگئیں تو اندھوں کو کیا فکر

☆ قانون امیر کے لئے ہوتا ہے اور سزا غریب کے لئے

☆ قرض ادائیگی پر اور گناہ آنسوؤں پر ختم ہوتا ہے

☆ یہ بھی تو سزا ہے کہ انسان کو غذا کے بجائے دوا کھانی پڑے۔

☆ بچہ بیمار ہو تو ماں کو دعا مانگنے کا سلیقہ خود بخود آ جاتا ہے۔

(آرمینیا کے شاعر بسمد جیان کے یہ ''نثری ٹوٹے'' اسلام آباد سے کنول انجم کی پسند)

اندازِ گفتگو

قرآن حکیم کی روشنی میں

مرتب: سید سلیمان ندوی

اللہ رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

☆ ...... سچ کو جھوٹ کے ساتھ' جھوٹ کو سچ کے ساتھ نہ ملاؤ' اور جان بوجھ کر سچ کو چھپانے کی کوشش مت کرو! (بقرہ:42)

☆ ...... اور لوگوں سے اچھے انداز میں بات کرو' خوش اسلوبی سے بات کرو' احسن طریقے سے بات کرو' مہذب اسلوب میں بات کرو۔ (البقرہ:83)

☆ یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے معروف طریقے سے بات چیت کرو۔ (انعام:5)

☆ بے حیائی کی باتیں خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس پھٹکو تک نہیں۔ (انعام:152)

☆ ہمیشہ حق اور انصاف کے ساتھ بات کرو' خواہ معاملہ قرابت داری کا کیوں نہ ہو' اور اللہ سے کیا ہوا عہد وفا کرو! (انعام:153)

☆ اے محمد ﷺ ڈنکے کی چوٹ پر کہئے کہ فحاشی اور بے حیائی کی باتیں خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔ (اعراف:33)

☆ ہمیشہ حسن اخلاق سے بات چیت کرو۔ (بنی اسرائیل:53)

☆ اور دروغ گوئی سے اجتناب کرو! کیونکہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت۔ (حج:30)

☆ اہل ایمان اور فلاح پانے والے وہ ہیں جو لغویات سے اعراض کرتے ہیں۔ (المومنون:3)

☆ جھوٹی گواہی مت دو اور جہاں لغویات ہوں وہاں سے باعزت طریقے سے ہٹ جاؤ۔ (الفرقان:72)

☆ لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرو یعنی بے رخی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ (لقمان:18)

☆ دھیمے لہجے میں بات چیت کرو' آوازوں میں بری آواز گدھوں کی آواز ہے! (لقمان:19)

☆ اے ایمان والو! ہمیشہ کھری بات کرو! (احزاب:70)

☆ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب سے توکل کرتے ہیں وہ گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتے ہیں فواحش سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کرتے ہیں۔ (شوریٰ:37' النجم:32)

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے آدابِ گفتگو' اندازِ گفتگو سکھائے کہ ایک بندہ دوسرے سے کس لب و لہجے' کس انداز میں کیسی بات کرے' اب اندازِ گفتگو کے اس پہلو کی طرف آیئے' جسے ہم نادانستہ طور پر اپنی خوبی یا برائی سمجھتے ہیں مگر قرآنِ حکیم اس کی مذمت کرتا ہے' مثال کے طور پر کسی کا مذاق اڑانا' کانا پھوسی کرنا' طعن تشنیع کرنا' طنزیہ انداز میں بات چیت کرنا' نام دھرنا' کسی کی ٹوہ میں لگے رہنا' غیبت کرنا' تہمت لگانا' افواہیں پھیلانا' گفتگو کے یہ تمام انداز بداخلاقی کی دلیل ہیں' بری عادات پر مبنی ہیں۔ ان کا شمار نواہی و منکرات میں ہوتا ہے' اسی لئے قرآن حکیم سختی کے ساتھ ان سے روکتا ہے' منع فرماتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہیں فرماتا جو اعلانیہ طور پر کسی کو برا بھلا کہے' البتہ مظلوم ظالم کو اعلانیہ طور پر برا بھلا کہہ سکتا ہے۔ (نساء:148)

☆ اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں مت پوچھا کرو' مت کریدا کرو' جو تم سے پوشیدہ ہیں' کیونکہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو کہیں وہ تمہاری ناخوشگواری کا باعث نہ بن جائیں۔ (المائدہ:101)

☆ اگر ایک شخص بذاتِ خود کوئی خطا یا گناہ کرتا ہے اور اسے کسی بے گناہ کے سر تھوپتا ہے تو یہ صریحاً تہمت ہے' اسے بذاتِ خود اس بہتان اور گناہ کا متحمل ہونا پڑے گا۔

SCHOOL FOR CONTEMPORARY AND ISLAMIC LEARNING

SCIL

NURSERY TO O/A LEVEL

- TEFL TRAINED TEACHERS
- Computers and Visual Aids
- Nazira Quran and Tajweed
- Quranic Studies and Sirah
- Sports, Riding, Shooting
- Arts and Crafts
- Hifz
- Arabic Language

"Teaching Modern Contemporary Subjects in a progressive and Supportive Islamic environment with special emphasis on moral values and Character building".

Admissions Open
Nursery-Class 4

20A-C/3 GulbergIII
Main M.M Alam Raod, Lahore
Phone: 5712793, 5756594

VISION FOR TOMORROW

religion." Doesn't matter if Bush and his generals do not do so.

4. **Invasion and occupation of any Muslim country** (with or without using religious terms) **in the name of imposing the most exploited and convoluted form of secular democracy.** The worries expressed by the White House and Pentagon at the news that an Islamic government might take power in Iraq is a clear.

5 **Presenting Islam as an evil by taking its concepts out of context and presenting with the objective to demonize a people and their religion**, like Boykin statement, Vatican recent article, and Daniel Pipes and Thomas Friedman's never ending diatribe.

6. **Directing all kinds of deweaponisation attempts at Muslims states alone.** Read November 12 editorials of *New York Times* and *Washington Times* about disaming Iran and Syria respectively. But history of these papers show that they never mentioned stripping Israel of its WMD.

7. **Associating everything wrong in a Muslim country** (such as "oppression" of the Taliban) **with Islam, but dissociating religion and democracy from the systematic dehumanization carried out by countries** such as Israel and the United States.

8. Appointing and celebrating extremists such as Daniel Pipes and Boykin at top policy formulation and execution levels.

9. **Denying only Muslims the right to self-determination, self-defense, self-governance, non-interference in their affairs, true independence and real democracy of establishing governing mechanism of their own choice.** Killing thousands upon thousands in Iraq and elsewhere "for democracy" is justified. But Musharraf, Mubarak, King Hassan, Kind Abdullah, Abdelaziz Bouteflika, Islam Karimov and others' undemocratic rules must be sponsored and protected because they are as good at undermining Islam as the rest, united in a war on Islam.

Vatican's recent move will further inflame the ongoing war on Islam. Those who are silent would soon open their mouths like Boykin. Vatican's waited till the occupation of Iraq and Afghanistan. Other would open up a few invasions later.

We hope that is soon, for it would give a chance to those Muslims and non-Muslims who still believe the ever increasing bloody campaigns for "combating terrorism" in every corner of the Muslim world and the violent adventures for "liberation and democracy" are not actually parts of the wider war on Islam.

THE GREAT DANGER

Taken from a copy of the original from the written records of CHARLES PICKNEY of South Carolina, of the PROCEEDINGS during the drafting of the United States Constitution at the CONSTITUTIONAL CONVENTION in 1789 re: THE STATEMENT OF BENJAMIN FRANKLIN at the CONVENTION CONCERNING JEWISH IMMIGRATION.

"There is a great danger for the United States of America. That great danger is the Jew. Gentlemen, in which ever land the Jews have settled, they have depressed the moral level and lowered the degree of commercial honesty. They have created a State within a State, and when they are opposed, they attempt to strangle the nation financially, as in the case of Portugal and Spain.

"For more than 1700 years they have lamented their sorrowful fate, namely that they were being driven. out of the motherland, but gentleman, if the civilized world today should give them back Palestine as their property, they would immediately find pressing reasons for not returning there. Why? Because they are vampires and cannot live on other vampires. They cannot live among themselves. They must live among Christians and others who do not belong to their race.

If they are not excluded from the United States by the Constitution, within less than a hundred years they will stream into this country in such numbers that they will rule and destroy us and change our form of government for which Americans have shed their blood and sacrificed life, property, and personal freedom. If the Jews are not excluded, within 200 years our children will be working in the fields to feed the Jews, while they remain in the Counting House rubbing their hands.

"I warn you gentlemen, if you do not exclude the Jew forever, your children and your children's children will curse you in your grave.

"Their ideas are not those of Americans. The leopard cannot change his spots. The Jews are a danger to this land, and if they are allowed to enter, they will imperial its institutions. "They should be excluded from the Constitution!"

(Contributed by Lt. Col (r) A. Malik)

[redacted]

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Vatican Joins the War on Islam

Vatican has joined the ranks of intellectual warriors who are battling Islam with renewed zeal since the fall of Soviet Union. The world has not seen such an unremitting assiduity and unflinching determination shown by such a larger number of people. The Vatican's joining their ranks has put a stamp of approval on the misconceptions spread by the persons such as Daniel Pipes and opened a new front in the war on Islam.

A Jesuit magazine, La Civilta Cattolica, thought of as the semi-official voice of the Vatican, published an article, apparently to highlight the "desperate plight" of Christians in Muslim countries, but in reality its objective is to criticize the main concepts of Islam in which Jihad clearly stands out.

The article notes, "for almost a thousand years, Europe was under constant threat from Islam, which twice put its survival in serious danger." The article reduces the concept of jihad in Islam to a "precept of Jihad" as if it entails nothing other than a blind order to fight all non-Muslims and conquer their lands irrespective of any circumstances.

The article continues: "Obedience to the precepts of 'holy war' explains why the history of Islam is one of unending warfare for the conquest of infidel lands." It must go without saying that articles in this magazine are published after approval of the secretary of state of the Vatican.

Intellectual warriors against Islam have taken heart from the Vatican's direct attack on the concepts of Islam. It is an opportunity for them to give air to their agenda and promote their objectives of demonizing Islam.

A subsequent column by Diana West, Christians and Muslims, in *Washington Times* (Nov 07, 2003) is a classic example of anti-Islam write-ups in the intellectual war that Bush and company are transforming into practical reality. This article endorses what has been put forward by La Civilta Cattolica, promotes the war on Islam by presenting it a threat to Christianity and interestingly concedes many facts which could be eye-openers for those who still prefer to live in denial.

Vatican-watcher, Sandro Magister, a source close to the heart of the Catholic Church considers it a "strikingly severe" article in almost 30 years. Instead of considering it "severe" from the point of view of the alleged Christian condition, or severe attack on the fundamentals of Islam, analysts such as Diana West lose no time to consider it a sever attack on "Islamic rule" and "Islamic societies," knowing nothing at all there that is no Islamic rule and true Islamic society in existence in the present world. Muslims, however, they are, but none is functioning strictly in accordance with the Islamic principles.

The article in La Civita Cattolica considers it a "seeming, rather curious fact" that "Christianity…practically disappeared." Ignoring what the US is imposing in Iraq and Afghanistan by conquest, analysts in Washington are quick to add that Christianity practically disappeared "where Islam imposed itself by conquest."

According to anti-Islam analysts in Washington, as a result of Muslims' "obedience" to the "precept" of Jihad, "between roughly one-quarter and one-third of the estimated Christian population of the Middle East has emigrated over the past decade to the free word." Is there anyone to count the number of Muslims that emigrated from the US alone in the past two years and the number of Muslims who have been systematically incarcerated or subjected to secret trials and deportations back to the US? Perhaps no one.

Any word from Muslims to expose hypocrisy of the Bush administration and the forces behind it as "hate speech." However, the Vatican approved anti-article article is praised by Richard Neuhaus, a Catholic priest and editor of First Things magazine as "the greatest straightforwardness." The concept of Jihad, said Neuhaus, is one of the "difficulties of Islam." This is the truth and "dialogue" with interfaith and "moderate" interlocutors of Islam "cannot be purchase at the price of telling the truth."

It is interesting to note that persons such as Michael Novak of the American Enterprise Institute explains it for the spineless Muslims that Vatican has been encouraged to speak out by the failure of the "Arab street" to stand in revolt against the US-led wars in Afghanistan and Iraq. "My own hypothesis," he said, "is that change in the Arab world has allowed the Vatican to be more candid."

Nina Shea, whose organization, Freedom House, can assess freedoms elsewhere but in the US, takes advantage of the opening of new front by Vatican by attempting to present Islam as the ever growing threat to the Western world. "Before 1990s," Ms. Shea said, "the biggest persecutors of Christians were communists countries." With the fall of communism, majority of the Western analysts targeted Islam and the results are before our eyes today. No satisfied with the US progress against Islam on both the intellectual and practice fronts, Nina Shea concludes, "we are still very naïve…we need to educate people."

Now that Vatican has joined the forces of educating people about Islam in this manner, one wonders how to wake up those who still prefer to live in denial and believe that it is not a war on Islam and is basic concepts and principles.

We must keep in mind that any of the following amounts to a war on Islam whether carried out by Muslims or non-Muslims:

1. **Attempts at different levels for relegating Islam to a few rituals, in specific places, at certain times alone**. (Islam's requirement of worshipping Allah is not limited to 5 prayers, fasting, Hajj, etc. A Muslim doing business, leading family or representing community is as much in worship of Allah as much he is in prayers and the principles of Islam governs all aspects of a Muslim life as much as the principles for the few rituals.)
2. **Continuously working to divide Muslims into extremist, radical, fundamentalist, moderate and liberal Muslims**. The absurdity is obvious from page 13 of the *Times* (November 10), where it classifies even some of the Taliban as "moderate." So by simply definition, anyone who could be purchased, persuaded, cajoled or forced into joining the ranks with the US and its allies is a moderate and the rest are fundamentalists.
3. **Any attempt at proving that Islam has nothing to do with the government or the governing principles in a Muslim country has nothing to do with Islam**. Just as Collin Powell instructed Muslims at a recent *Iftar* party to "keep government out of